بسم اللہ الرحمن الرحیم

نوائے شوق شکر ایزد تعالیٰ شانہ کا کا نون صدور شعرا مین کیون نہ شعلہ زن ہو جسنے
چار چمن ہشت بنا کو فصول ارکان رباعی عناصر سے مردّف کرکے طوطی شکر خا کے
نفس ناطقہ کو مقابل آئینہ تامل جمال عروس معانی اِنّ من الشعر لحکمۃ کی شکر ریز کیا
اور تیہید قوائی سپاس اوس خداوند حقیقی کی مزید وصل معشوقان مجازی سے ہے کہ
جسنے عنادل خوش الحان دستانسرای فصیح نوای زبان کو قفس تنگ دہان مین قوت
اذہان راسخہ اِنّ من البیان لسحرا سے نغمہ ریز فرمایا سبحان اللہ الیا قادر کہ جسکی مشاطہ
قدرت نے عروس معانی کو حجلہ صور فکر مین جلوہ ظہور کا بخشا اور جسکی صانع حکمت
سوا ولفظ کو فروغ مضمون سے مثل مردم چشم کے سرچشمہ نور کا کیا زبان نطق پیدا
و فاضہ بیان شکستہ سے گوہر بدا ہان اور فکر معنی طراز فیض بہار سے

مخفی و محتجب نرہے کہ کوئی متاع ازبس گران مایہ ور روشن گران بہا سخن سے
دوکان امکان مین بازرگانان فہم ورسا کے ہاتھ نہ آئی اور کوئی بضاعت قیمت
نفیس پرضیا کلام منظوم سے بازار دوار مین کاردانان ذہن و شعور نے نہین پائی
غوطہ خوردل بحر مدارک مین گو متواتر غوطہ مارے لیکن یتیم گران بہاتر مثل اوسکے
قبضہ دخل مین نہ آیا اور جماعت رمال عقلائی دائرہ مباحث حرومین ہر چند بہ تنگ
اوسکا چاہا کسیطرح زائچہ ضمیر سے استخراج حکم نظیر شکل فرح بخش اوسکی کا نہوا
ضمیر فی شعور کو کوئی چیز درست عزیز زائد اس سے نملی اور مصور فکر کے مرقع خیال مین
زیباتر اس سے کوئی صورت متصور نہوئی وزن و مقدار اس در شاہوار کا بجانے مگر
جوہری کامل اور قدر و اعتبار اس نقد کامل العیار کا نہ پہچانے الا صیرفی عاقل
اور انصاف نہ تو یہہی شعر کوئی گوہر نہین سخن کے سوا قدر و قیمت مین اسی در یکتا
نظم ایک دریا ہے ناپیدکنار کہ جسکو کوئی عبور نہین کرسکتا مگر موزونان زبان پسندیدہ
اور کلام موزون وہ میزان ہے گران بار کہ جسکو اوٹھا نہین سکتا کوئی الا بمدد
دست طبائع سنجیدہ آدم بے جوہر سخن لیکن باوصف تنوع اسالیب اور تلون ترکیب
اور تفاوت مراتب ذہانت اور تباین درجات فراست کے جلا بخش اس گوہر شہوار
اور موزون کن اس جوہر سربہن کا علم قوافی ہے کہ کوئی ناظم علی الحقیقۃ
دریافت اس دقیقہ سے مستغنی نہین کیونکہ جب تک جوہری گوہر سخن کو رشتہ
نظم مین منتظم نکرے سخنگو بے شاہد دل پسند حقیقہ سحبان بلاغت کا نہو اور تاوقتیکہ
جنس شعر و سخن کی میزان قافیہ مین ہم سنگ نہ پائی جاوے منظور انظار کامل العیار
اصحاب فصاحت کا نہو ماہرین علم پر مخفی نہین ہے کہ شاعر لا علم کنہ تعالی نحرہ

محافل بلغا و فصحا ہوتا ہے اور کلام اوسکا مصدع اوقات عقلا و علما فلہذا جب
طالب صادق محبوبہ دقائق رائقہ اس فن سے ہمدوش ہو تب تلاش اوسکی
مین غیرت یوسف طلعتان سحبان طبیعت ہوا اور جب عاشق وامق صفت عذرائے
نکات فائقہ سے ہم آغوش ہووے نتائج اوسکی باعث رشک لیلی نشان حسان جودت ہو
رخسارہ سلمائے عبارت کا منور و منضر ہو ؛ اور زلف مشکین لیلائے مقال کی غیرت
نافہ و عنبر ؛ ایک شعر اوسکا بیفا حصلہ نائب مناب مثنوی شیراز زبان ؛ اور ایک غزل
اوسکی باعث خجلت غزالہ دیوان حجاز زبان ؛ مطلع اوسکا مقطع قصائد عراقیان ؛ اور
مقطع اوسکا خاتمہ کلام صفاہانیان ؛ رباعی اوسکی چار ابروکن رخسارہ رشاہی بلند
اور ثنائی اوسکی آبرو ریز سلک گوہرین حسنا خاطر پسند قطعہ قافیہ سنجان کہ ہین عالی تبار
گنج دو عالم پہ رکہین اقتدار ؛ مفتح ابواب سجہ نکتہ دان ؛ مرد سخن سنج کی منتہائے نظر
نظر ان شائق صادق کو چاہیے کہ تاسیس اساس علوم قوافی مین جاعد جاعد
الیسی ناموری کا ہووے ؛ کہ مجلس گوہر سنجان فصاحت مین شہرہ اوسکی سخنوری کا
پہونچے ؛ و خلل تواتر سخن چنیان بدگہرے اوسکا کلام موزون خروج کرے ؛ اور
معراج قبول دقیقہ رسان عالی خبرت پہ عروج فرماوے ورنہ بدون حصول اس دُر
بے بہا کے گوہر سخنوری و بادیہ پیمائی ہے بقول شیخ شیراز شعر نطق سے انسان ہوا در نہ
دواب ؛ چاہیے انسان کو نطق باصواب ؛ در ہیولا ہر چند سلطان بغوث سخن گوئے
بزبان اردو اقالیم ضمائر شائقین پر علم زن اور فی زمانہ نوائر عشق غزل نویسی کے
کانون خواطر تحت سطاہر احبا مین شعلہ فگن مگر مہذب کلام اور اصول سخن کا تذکرہ ہوا
بسبب انضباط املاک و انقطاع سے فرصت وقت نہ ملی کہ چندے حصول عمدہ فنون ادبی کا

کرین بلکہ بغور حصول ملکہ نوشتہ اند شدہ بود کہ محض معیشت مین کہ انسان حریص کو
اوس سے چارہ نہین ہے شاغل ہوی گم اور مفقود شا ور بر وقت اشتغال شوق کہ مطالعہ کتب
قوافی فارسی سے کہ متعلق ہین قاصر ہیں اور سوائے ازین ایسا کوئی رسالہ بزبان اردو
کہ ذہن نشین طالب فن قوافی مین ہو کسی متقدمین و متاخرین نے تالیف نہین کیا لہذا
خیر خواہ طالبان فن پیشتر صد مغفرت و ذو المنن ذرہ الخلائق کمترین جہانیان وینازک
با تاخوان دبستان نادانی و بےعلمی سیاح بحور لاعقلی و کم فہمی معتصم بحبل عنایت سید علی
محتاج شفاعت نبی امجد فقیر ابو عبد العزیز المدعو بہ منظور احمد غفر لہما اللہ الاحد ابن
عالم اکمل حکیم اجل مولوی ابو عبد اللہ محمد قلندر علی خلف الصدق سید غلام حسین
رفع اللہ درجتہما و نور مضجعہما رضوی الحسینی نسباً و الحنفی مذہباً نقشبندی المجددی
مشربا بدلی المشہدی اصلاً و الصمد لی الفرخ آبادی وطناً نے برطبق تاکید و
فرمایش مزید و بروفق قدغن خواہش عدید احباب عالیجناب جلیل النصاب کی اس
عجالہ نافعہ و وجیزہ مفیدہ کو کتب معتبرہ اہل فن جیسے رسالہ قافیہ عالم بےبدل
فاضل عدیم المثل مخلع بخلعت بلند نامی مولانا عبد الرحمن جامی اور عنوان الشرف
علامہ شرف الدین اسمعیل اور قسطاس علامہ جار اللہ زمخشری اور معیار الاشعار
علامہ محقق طوسی اور معیار جمالی مولانا شمس فخری اصفہانی اور کتاب المعجم
محمد شمس ابن قیس اور مناظر الانشا شیخ محمد گیلانی اور بدائع الصنائع مولانا
عطاء اللہ حسینی اور رسالہ نور الدین ابن احمد اور مفتاح سکاکی اور نہایت التعریف
شرح عروض ابن حاجب اور رسالہ علامہ عصر قدوہ کملای دہر مولانا رفیع الدین
وغیرہم سے انتخاب و استنباط کر کے زبان اردو مین مشعر بیان مصطلحات قوافی و فوائد

المعروف بحدائق العجم
دریای سخن
العروض و شعر
و اشعار غیرہ

و نظائر و وجوہ تسمیہ اصطلاح اور معنی قرار دادہ مصطلحان قوافی و لغت و اعتراض
و جواب مرجحہ اور حرکات و اسماے حروف قوافی جدا جدا فارسی و عربی و اردو کی
بہ بیان مفصلہ تالیف و تصنیف کیا بعنایت رب ودود کا امیدوار ہون کہ اس رسالہ کو
مقبول و مانوس طبائع فیض منابع خاص و عام کرے آمین رب العالمین عرض
خدمت مین نکتہ سنجان حقائق بلاغت اور دقیقہ رسان دقائق فصاحت کے یہ ہے
کہ خطا و غلطی مصنف سراسر تقصیر پر نظر نفرماوین کیونکہ فقیر نے ہیچمیرز نے تاحال کوئی
رسالہ قافیہ کا زبان اردو مین نہین دیکھا ہیں باین معنی فقیر مصنف بنا ڈالی
جامع قوافی و نظائر اردو کا بانی و بادی ہے اور بادی سے بنظر ابتدائے فعل بہم خطا
واقع ہوتی ہے لہذا حتی الامکان اصلاح مین دریغ نفرماوین اور دعاے خیر
[illegible] عاقبت سے مولف مذنب کو یاد کرین اِنَّ اللہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِین

کلام اول در تعریف قافیہ و معنی و وجہ تسمیہ آن

شبدیز خامہ وقائق نگار ایضاح نکات رائقہ مین سطح قرطاس پر اس طور سے
جولانی کرتا ہے اور شعاب جبال نکات مدققہ قوافی کو طے کرکے منزل مقصود پر آتا ہے
گوہر تحقیق کو رشتۂ تصدیق مین پروتا ہے اور جمال شاہد بیان کو جلوہ ظہور کا دیتا ہے کہ
قافیہ اصطلاح شعرا مین مراد ہے اوس مجموع و تمام سے کہ جسکی تکرار الفاظ متحد الاوزان بہت مختلفہ
الفاظ متغائر المعانی کی ساتھ آخر مصراع یا آخر ابیات مین واجب ہو یا مستحسن اس شرط سے
کہ مستقل نہو تلفظ مین بلکہ جزو لفظ ہو یا بمنزلہ جزو کی اور یہ تکرار عام اس سے کہ حقیقی ہو
جسطرح پر قوافی رباعی یا قطعات و بیتی مین یا بحکم تکرار کا رکھتا ہو جیسے قافیہ فردو مین
ہوا کرتا ہے یا تقدیری جسطرح پر نظم مسمط مین ہوتا ہے اور نزدیک ابوالحسن اخفش کی تمام کلمہ

آخر بیت کا قافیہ ہے اور بعض کے نزدیک بعض نصف کلمہ ہے اور ابوعلی قطرب نے اور ابو عباس نے فقط حرف روی کو
قافیہ کہا ہے اور ابن کیسان کے نزدیک وہ ہے جسکا اعادہ آخر ہر بیت میں لازم ہو
لہذا حسب قول ابوعلی و ابو عباس کے اصطلاح بعض میں روی اور قافیہ مرادف ہے جیسا کہ
محاورہ گفتگو میں بولتے ہیں کہ فلان ذوال یا شین قافیہ باندھا ہے مثلاً اس مطلع
اس شعر میں جو اے یا محمد خرم علی بلہوری حمد افزا چکا قرآن کے اندر ہے مرسے محتاج میں ہیں
پیمبر تکملہ اور خلیل ابن احمد امام عروضیان اور سکاکی اور صاحب قصیدہ خزرجیہ
اور مولانا رفیع الدین کے نزدیک تعریف قافیہ کی یہ ہے کہ قافیہ حروف ساکن آخر بیت
اور ساکن تک ہے کہ جو قبل ساکن اول کے ہو خواہ بیواسطہ جیسے فاع اور خواہ بواسطہ
بعضے حروف متحرک کے اور وہ کبھی ایک ہو جیسے لام فعولن کا اور کبھی دو جیسے عین لام
فاعلن کا اور کبھی تین جیسے عین لام اور تا متفاعلن کا اور کبھی چار جیسے فا اور عین اور لام اور
تا مفتعلن کا لیکن جبکہ ساکن ثانی ماقبل اوسکے ہو تو دونو ساکن مع ما بینہما قافیہ میں داخل ہیں
لیکن بنسبت حرف ماقبل ساکن اول کی دو روایتیں ہیں محقق طوسی حرف حرکت ماقبل کو
داخل قافیہ سمجھتے ہیں نہ حرف مذکور کو سکاکی حرف کو بھی داخل قافیہ کہتا ہے اور
صاحب قصیدہ خزرجیہ اور مولانا رفیع کا یہی مذہب ہے کما قال صاحب القصیدة شعر

هو قافية البيت الاخيرة بل من المحرك قبل الساكنين بها انتهى اور جار الله زمخشری کا
یہ قول ہے کہ ماقبل ساکن اول اور حرکت اول ساقط الاعتبار ہے کما قال فی القسطاس
اذا توالت في الضرب اربع متحركات اقتصر بين الساكنين كفعلتن او وقعت ضرباً بعد خبر آخره
نون ساكنة كقولك مستفعلن فعلتن فقلت اربع متحركات متوالية قد توسطت بين الساكنين
من المتكاوس الى آخر العبارت اور علامہ شرف الدین تعریف قافیہ کی یہ کرتے ہیں الخ

نظام الدین احمد صاحب مجمع الصنائع اور رشید الدین وطواط صاحب حدائق السحر اور صفی الدین
حلی اور عزیز الدین موصلی اور جماعت کثیرنے فحول علما نامدار سے صنائع بدیعی مین
مسمط کو لکھا ہے لہذا حدود شرائط قافیہ سے خارج ہے مگر محقق طوسی کلمات متشابہہ
مسمطات کو بھی قافیہ محدود مین شمار کرتے ہین کما قال فی فصل الاول کتاب المعیار اور
مولانا جمال الدین حسین انجو صنعت مسمط کے منکر اور کلام قدما مین اعتراض نفرا کر سہو قرار دیتا ہے بایہام معنی تسمیط کے
لغت مین مروارید برشتہ کشیدن ہے کہ صنعت مسمط مین آخر سینہ مصرع کے قوافی متماثلے آتی ہین لہذا مناسبت تام
موتی پرونے سے رکھتا ہے یا آنکہ تسمیط کے معنی جیزی کو فتراک زین لبستن کے ہین چونکہ شاعر چند مصرع آپسے کو باہدیگر سے
مربوط اور منتظم کرتا ہے گویا کہ فتراک زین مین باندھتا ہے کلام دوم در تعریف
ردیف و حاجب و معنی و وجہ تسمیہ آنہا آرائے جہان آرائے ارباب بلاغت
اور ضمائر فیض ذخائر اصحاب فصاحت پر ناظم قلم توضیح معانی ردیف اور توزین تعریف
حاجب سے کلام و بیان کو اسطرح پر مردوف کرکے مبرہن کرتا ہے مستور و محجب نرہے کہ
ردیف کے معنی لغت مین یہ ہین کہ ایک گھوڑے پر پیچھے سوار کے دوسرا سوار ہو اور
کلام شعرا مین اوس لفظ واحد یا الفاظ زائد از واحد کو کہتے ہین کہ جو براہ استقلال
حقیقی یا حکمی بعد قافیہ آخر ابیات مین بعینہ بار بار واقع ہو خواہ بمعنی واحد و خواہ بمعنی
مختلفہ خواہ ایک بامعنی ہو اور ثانی بمعنی نظیر بیک معنی جیسے جانم بود و ایمانم بود ؎
نظیر بہ معنی مختلف جیسے جان ما و طوفان ما یعنی جان من و طوفان آب ؎ نظیر بمعنی
جیسے رستہ از ہر جا نرگس و دیدہ کند وا نرگس ؎ قسم دیوانہ لبش بکیدم و خاموش
گفتگویم کرد ؎ کبود شے لب او سرمہ در گلویم کرد ؎ منظور عفی عنہ اوراق گل پہ وصف
رقاع نگار سے ؎ طغرا لکھا بہار نے خط غبار سے ؎ لاادری آنکھین عاشق کہ تو

مطلع جو سپید

اے گل رعنا دکھلا ☆ بیتابیون کا کسی ناوان کو تماشا دکھلا ☆ او پالک خصال پری وش خجستہ خو کہتا ☆
مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا ☆ نظیر بمعنی مخلف مبارک بریلوی جنبش مژگان ☆
نہین بوجہ چشم یار پر ☆ دوہرے ٹیکے چل رہے ہین مردم بیمار پر ☆ دو ہجوم بلبلان ☆
فصل خزان مین اب کہان ☆ اور ٹے پھرتے ہین گلستان مین فقط دو چار پر ☆
نظیر کہ زیادہ ایک کلمہ سے ہو امیر خسرو دہلوی لب شیرین توکان نمک ستہ ☆
گرچہ شکرینہ سکان نمک ست ☆ لاحدا اے دوست کہ دل زندہ بردا شتہ ☆ نیکوست
کہ دل زندہ بردا شتہ ☆ لاحد اے درد مرے گزاری ☆ بیدرد مرے گذاری ☆ لاحد
ستو الی شراب کو چھپا کر لانا ☆ ست والے شراب کو چھپا کر لانا ☆ ہے دختر بزرگی ناپس مست
منظور ☆ ستوالے شراب کو چھپا کر لانا ☆ لفظ ستوالے کہ تجنیساً تین جگہہ پر واقع ہوا ہے
تین معنی رکھتا ہے مصرع اول مین بمعنی ست مصرع ثانی مین صاحب عقل مصرع
رابع مین ظاہر ست لی اور شراب کو چھپا کر لانا ردیف ہے رباعی پروا نہین جو سیر
گلستان کیجے ☆ پروا نہین جو سیر گلستان کیجے ☆ جون مرغ اسیر پر تو ر کہتے ہین ہم ☆
پروا نہین جو سیر گلستان کیجے ☆ مصرع اول مین بمعنی پروا مصرع دوم بمعنی پر کشادہ
مصرع سوم مین بمعنی لیکن وا نہین اور ردیف دو قسم پر ہے ایک مستقل کہ جسکا
بیان گذرا کہ براہ استقلال حقیقی آخر ابیات مین بعینہ مکرر وارد ہو دوسرا غیر مستقل
یعنی مستقل حکمی وہ ہے کہ جو قافیہ معمولی تحلیلی مین پایا جاوے کہ نصف لفظ کو قافیہ اور
نصف کو ردیف ٹھہرا وین جیسا کہ اس غزل مین انشا جگر کی آگ سے بجھے جس سے جلد وہ شعلہ
لگا کے برف مین ساقی صراحی سے لا ☆ نکل سکے وا دیے وحشت سے دیکھئے مجنون ☆
کہ گیا ہی وہ ہودم سے آتا ہے ناقہ لیلی ☆ نزاکت اسمین گل رعنا کی دیکھ تو انشا ☆ نسیم صبح

جو جہو جاسے بہ رنگ ہو سیلا ؛ کلمہ لا اخیر دونون شعرون مین غیر مستقل واقع ہوا جا
در آئینہ روی تو گر بنیم راست ؛ انوار تجلی الہی پیداست ؛ کلمہ ست موقوعہ مصرع ثانی
بمقابل کلمہ راست مصرع اول کے غیر مستقل واقع ہوا واضح ہو کہ لانا ردیف کا ابتدا
گو واجب نہین ہے مگر جب ردیف لائی جاتی تکرار اوسکی واجب ہو جاتی ہے
تشریح جو شعر کہ شامل ردیف کی ہو اوسکو مردف بسکون را مہملہ کہتے ہین اور یہ
شعار خاص شعرائے عجم و اردو کا ہے کیونکہ ردیف مخترعات شعرائے فارس سے ہے
مانند رباعی اور تخلص کے مگر کسی کسی شاعر عرب نے بتقلید اہل عجم کچھہ غزلین مردف لکھی ہین

بیان حاجب

حاجب اصطلاح ارباب عروض مین مراد اوس لفظ مکرر سے کہ جو بیک معنی قبل ایک
قافیہ کے آوے جیسے لفظ سلطان کا اس رباعی مین مسعود سعد سلطان ملک ستود
در دل سلطان بپوست ہر روز کند بروی او سلطان نور ؛ ہر گز نزود براو و بر سلطان وزد ؛
چشم بد خلق از وجود سلطان دور ؛ خواہ مابین دو قافیہ کے جیسے لفظ داری کا اس
رباعی مین لاحد اے شاہ بر آسمان داری تخت ؛ سست است عدو تا تو کمان داری سخت
حملہ سبک آری و گران داری بخت ؛ پیری تو بہ السن و جوان داری بخت ظہوری
اندر ہمہ برگ و نوا گشتہ جہان ؛ بہ گہر صوت و صدا گشتہ دہان ؛ بیگانہ دل شدند
غمہای کہن ؛ تا نغمہ تو رس شناگشتہ زبان ؛ میر کہین انکھون سے خون ہو کے بہا ؛
کہین دل مین جنون ہو کر رہا ؛ سیلی جلوہ روے نازنین نرم کو دے لشارتین ؛ جملہ
ابروی قرین رزم کو دے اشارتین ؛ عند البعض حاجب مین قافیہ اور ردیف اور جو
الفاظ کہ بطریق لزوم مالا یلزم سے مکرر لاوین شامل ہے مگر اسپر حکم اور عمل نہین ہے

کلام سوم در حروف قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا

نخلبندان بساتین سخن اور تماشا چیہ پیرایان نکات نو و کہن انکشاف تعریف قوافی مین بقیدہ ان
فکر کو قید تلاش سے مطلق و مجرد فرماتے ہین اور تازۂ عشق تشنہ کا مان وادی فراق کو
زلال السید صال سے منطفی و ریان کرکے ہمر ولیف محبوب مطلوب کرتے ہین کہ اصل بنیاد قافیہ کی
حرف روی ہے اور آٹھہ حرف تبع اوسکے چنانچہ ان نو حرفون کو کسی استاد نے ایک قطعہ مین
بترتیب شایستہ جمع کیا ہی قطعہ قافیہ در اصل یک حرف است وہشت آن اتبع ٭ چار پیش و
چار پس این مرکز آنہا دایرہ ٭ حرف تاسیس و دخیل و ردف و قید آنگہ روی ٭ بعد ازان وصل
خروج است و مزید و نایرہ ٭ واضح ہو کہ چار حرف قافیہ کے روی سے ماقبل اور چار حرف
روی کے مابعد ہوتے ہین پس پہلے حرف روی کی تصریح کی جاتی ہے روی بفتح را و مہمل
بکسر واو و سکون یا وہ حرف ہے کہ جس پر مدار قافیہ کا ہو خواہ وہ حرف اصلی ہو
یا بمنزلہ حرف اصلی قافیہ کے واقع ہوا ہو جیسے حرف لام کا ان دو نو شعرون مین لا حد
در ازل نقش تو بر صفحۂ گل دید چو دل ٭ دید و یا سے دل بیچارہ فرو رفت بگل ٭ سودا
دیدہ تیری طرف نہ خوبی سی نگہہ کا ہے خلل ٭ ایک سے دو نظر آتی ہے بچشم احول ٭ اور روی
عند البعض مشتق ہے ری سے اور ری کی معنی لغت مین سیراب شدن کے ہین پس وجہ تسمیہ یہ
ہوئی کہ جسطرح مرد تشنہ پانی پینے سی سیراب ہوتا ہے اسطرح بیت نزدیک حرف روی سے
تمیم سے سیراب ہوتی ہے یا متکلم بسبب روی کے تکلم سے سیراب ہوتا ہے اور عند البعض
روی مشتق ہے رواء سے اور رواء کی معنی لغت مین ایسی رسی کے ہین کہ جس سے بوجہ شتر کو
باندہا جاے چونکہ بنیاد ابیات کی قوافی پر ہے اور بنیاد قوافی کی اسی حرف پر ہے گویا کہ
اس حرف سے شعر ہین انتہین باندہی جاتی ہین پس اوسکو رواء سے تشبیہ دیتے ہین اور بعضون نے
کہا ہے کہ روی بروزن فعیل کے اسم فاعل ہے اور مثل عرب مین مشہور ہے روّیت الحبل یعنی

بھی سے یعنے رستی پس اسکی معنی لغت مین مبنی بر ہم تابندہ کی ہین جسطرح پر کہ ریسمان تابندہ
آپسمین اجزای ریسمان کو جمع کرتا ہے یہ حرف بھی ابیات کو باکدیگر جمع کرتا ہے پس بسبیل
تشبیہ کے مشابہ اوس شخص کے روی اس حرف کا نام رکھا تکملہ اکثر قصائد حرف روی سے
منسوب ہوتے ہین جیسے قصیدہ لامیہ و میمیہ و نونیہ چار حرف قافیہ کے جو قبل حرف روی
واقع ہوتے ہین وہ یہ ہین پہلے ردف اوس حرف علت یعنے الف اور واو اور
یای ساکن کو کہتے ہین کہ جو حرف روی کے اول واقع ہوا ہو بے بواسطہ حرف
متحرک کے اور حرکت ماقبل ان حرفون کے اونکی جنس سے ہو ردف بالف قلق ہجر تو یہ
بجز شراب وصال ؛ مرض ہجر کی دوا یہی محال ؛ ردف بواو آباد لکھنوی ہرگز نہ کوئی دیکھنے
رخ حضور کا ؛ دی لاکھ اپنی آنکھون مین سرمہ شعور کا ؛ ردف بیا آتش لکھنوی ساقی ہون [illegible]
مشتاق دید کا ؛ دکھلا دے جام مین مجھے چاند عید کا ؛ محقق طوسی کے نزدیک
ردف عام ہے مدہ و غیر مدہ سے اور یہ خواہ وہ حرف علت ہو کہ حرکت ماقبل جسکی مناسب ہو
جیسے خور اور خیر خواہ حرف صحیح ساکن بشرطیکہ مدہ قبل اوسکے نہو تاکہ خارج ہو حرف متحرک
امثال الفاظ سر و عادل مین اور ساکن امثال ساخت و پرداخت مین پس قید حرف علت کی
نہین ہوئی ردف کے معنی لغت مین جیسے سرین و سرچہ پس چیزے بود از پی چیزے آرند
چونکہ حرف ردف پس پشت یعنے ماقبل روی کے قائم ہوا ہے اسلیے اس نام سے موسوم ہوا
دوسرے عرب مین بایام جاہلیت یہ رسم تھی کہ ایک شخص جانشین بادشاہ کا ہوتا اور سرکام مین
ثانی اوسکا رہتا اور طرف راست اوسکے بیٹھتا اوسکو ردف کہتے پس یہ حرف بھی
ملازم حرف روی کا ہے وجہ تسمیہ ثالث یہ ہے کہ ردیف و ردف دو ستارے ہین
نسر طائر کے پاس لہذا حرف روی کے ماقبل کا نام ردف اور مابعد کا نام ردیف کہا

جس قافیہ مین کہ حرف ردف ہو اوسکو مردف کہتے ہین پس اگر روی اور ردف کے بیچ مین
حرف ساکن نہ آیا ہو اوسکو مردف بردف مفرد کہتے ہین جیسا کہ شال اوسکی گذری اور
اگر ایک حرف ساکن درمیان مین حرف علت اور حرف روی کے واقع ہوا ہو
اوس ساکن کو ردف زائد کہتے ہین اور الف اور واو اور یا ردف اصلی ہے اور ایسے
قافیہ کو مردف بردف مرکب کہینگے جیسا کہ اس شعر مین نظیر ردف بالف لا اعلم
ازبسکہ شمع ز آتش ہجر تو گداخت ؛ نتوان تمیز از شمع ما بین باز شناخت ؛ ردف
با واو سعدی چراغیکہ ایزد برفروخت ؛ کسی ریش دیدہ باشی کہ شہرے بسوخت ؛ ردف بیا
لا حد نا کردہ گناہ در جہان کیست بگو ؛ آنکس کہ گنہ نکرد چون زیست بگو ؛ حروف ردف زائد کے
حصہ مین جیسا کہ کہتے ہین شعر ردف زائد شش بود اے ذوفنون ؛ خا و را و سین و
شین و فا و نون ؛ جیسا کہ ساخت و سوخت و بخت و کارد و کاست و دوست و زیست
و کاشت و گوشت و یافت و کوفت و فریفت و ماند و پائند و جائند سمجھنا چاہیے کہ ردف قافیہ
فارسی و اردو مین جو واو اور یاے تحتانی ہو حرکت ماقبل انکی کی دو طرح ہے معروف
و مجہول معروف وہ ہے کہ ضمہ اور کسرہ ماقبل واو اور یا کا خوب ظاہر ہو جاوے جیسا کہ نور
اور تیر مجہول وہ ہی کہ جو برعکس معروف کی ہو جیسے گور اور سیر پس احسن یہ ہے
کہ معروف اور مجہول کو ایک شعر مین جمع نکرین جس طرح پر اس قطعہ مین کمال اسمعیل اوس
گفتم تو باری او دل نیکی ؛ کر من دوری بیارم نزدیکی ؛ دل گفت کہ با دہان زلفش عمر
من سپارم بتنگی و تاریکی ؛ سودا اسا ہمنے صنم نالہ شب گیر کیا ؛ آہ یکروز ترے دل مین
نہ تاثیر کیا ؛ حشر مین بھی خدا و شہوان اسکا اذیت کھینچی ؛ زندگانی سے دو عالم کو مجھے
سیر کیا ؛ سودا ہو دیکھ حیران صغیر و کبیر ؛ جب لگے اوٹھ بھاگی قالین کے شیر ؛

اردو میں اصل عیب الحشو سے احتراز اوس سے لازم تصحیح اور کبھی اوس ہائے مجہول کو جسکا
امالہ کلمات عربی کے ساتھ کیا ہوا ایک شعر میں جمع کرتے ہیں جیسا کہ اس شعر میں
انوری تا ماہ کو دیم از من رخ در حجیب دارد ❊ نے دیدہ خواب دارد نے دل شکیب دارد ❊
سودا معشوق مثل عاشق جنکی ترکیب میں سے تھے ❊ اوس پہ دلستان کے رو ہی جلیب
دوسری قید اوس حرف ساکن بغیر ردف کو کہتے ہیں کہ جو بیواسطہ اول روی کے واقع ہووے
(حرف علت کے سوا اور کوئی حرف کہ قبل روی سے ساکن واقع ہو ۱۲)
جس طرح یہ نون آن و نون نظیروں میں شعر حریر ہر وقت طلوع از افق بساز چنگ ❊
زمانہ تیز کند نالہ مرا آہنگ ❊ شعر کون اس بازار خوبی میں تری ہمسنگ ہے ❊ حسن کے
میزان میں تیرے مہر و مہ پاسنگ ہے ❊ حروف قید کو باعتبار کثرت استعمال نہ باعتبار
حصر کے دس ہیں کہ اس قطعہ میں منظوم ہیں قطعہ گر حروف قید را گیری یاد ❊ نیست در لفظ عجم
از دہ زیاد ❊ با و خا و را و زا و سین و شین ❊ عین و فا و نون با شد یقین ❊ جیسے ابر گبر و بخت
تخت و مرد و درد و بزم رزم و مست دست و گشت دشت و نغز مغز و سفت گفت و بند
و چہر مہر و سوا ان کے زائے فارسی جیسے مژدہ اور تائے فوقانی جیسے پتک چتر اور لام جیسے گلک پلک تلخ بلخ اور الفاظ
عربی میں سوائے الف کے سب حروف قید ہیں جیسے صبر جبر و ستر و تر و نشر و حشر و مجد بجد و فجر
و فخر بحر و مدح قدح و عذب جذب و حرب کرب و عزم جزم و کسر بسر و کشف نشف
و وصل فصل و غضب قضب و عطر قطر و نظم عظم و جبذر رعد و بغض نغض و حصر نصر و
(صدر قدر ۱۲) (وضع وضع ۱۲)
عقل نقل و ذکر فکر و حلم علم و حمل نمل و منع شنع و نور طور و قہر دہر
و خیر غیر تنبیہ اگر بنائے قافیہ کی لفظ عربی یا فارسی یا ہندی پہ رکھیں تو رعایت تکرار
قید کی سب حرفوں میں لازم ہے جیسا کہ رعد و عد و بکر و فکر و عجیب غریب البتہ بعض
اساتذہ نے باعتبار رعایت قرب مخرج کے اختلاف قید کو جائز رکھا ہے جیسے لفظ

بحر و شہر کی شعر سعدی مین جیسا کہ آگی بیان کرونگا انشاء اللہ العزیز قید کے
معنی لغت مین بند کے ہین چونکہ تغیر اس حرف کا روا نہین اور تکرار کی رعایت لازم ہے
گویا ایک بند ہے حرف قید پر اور یہی ہے کہ حرف قید درمیان دو حرفون کی قید رہتا ہے
لہذا بنام قید نامور کیا تیسری تاسیس اوس الف ساکن کو کہتے ہین کہ اوسکے
اور روی کے درمیان مین ایک حرف متحرک کا واسطہ ہو جیسے شامل کامل و برابر
سراسر و کاکل کابل آور اوس متحرک کو دخیل کہتے ہین نظیر اوسکی حرکت شین اور
فا کی اس مطلع مین کمال اسمعیل اصفہانی اے آنکہ لاف میزنی بردل کہ عاشق نیستی
طوبے لک ار زبان تو با دل موافق نیست ؛ اور حرکت حرف با کی اس مطلع مین رند
چودہوین رات جو تو سے مقابل ہو جاوے ؛ چاندنی میلی ہو ڈہلوانے کے قابل ہو جاوے
جملہ شعرون مین الف تاسیس اور حرف مابعد اوسکا دخیل آور اختلاف تاسیس کا اہل عجم کے
نزدیک ممنوع نہین بلکہ التزام اسکا از قسم صنائع ہے اور قافیہ مؤسسہ وہ ہے
کہ جسمین الف کی رعایت تمام ابیات مین مرعی رکہین شعراے عجم و اردو کی برخلاف
فصحاے عرب تاسیس کو واجب نہین جانتے ہین بلکہ مستحسن سمجھتے ہین معنی تاسیس کے
لغت مین بنیاد افگندن کی ہین چونکہ بنیاد و ابتداے حروف قافیہ کی اسی حرف سے ہے
کیونکہ حرف ماقبل اسکا داخل قافیہ مین نہین لہذا بنام تاسیس موسوم ہوا چوتھے
دخیل اوس حرف متحرک کو کہتے ہین کہ جو تاسیس اور روی کے درمیان مین واقع ہووے
جیسا کہ شین معجمہ اور فا سے شعر فارسی اور باء موحدہ شعر اردو متذکرہ نظیر حرف
(لفظ عاشق ۱۲ — غافل ۱۲ — لفظ مقابل اور قابل کا ۱۲)
تاسیس مین جمہور شعراے کے نزدیک رعایت تکرار کی اسکی واجب نہین ہے وجہ تسمیہ
اسکی یہ ہے کہ دخیل کے معنی لغت مین بمعنی در آیندہ کے ہین چونکہ یہ حرف

معنی قید در لغت بند — تاسیس — دخیل

حرف وصل

درمیان تاسیس و روی کی داخل ہوا ہے بدین جہت اس اسم سے موسوم کیا اور
بعضے کہ تکرار تاسیس کو قوافی مین مثل روی کے لازم جانتے ہین دخیل کو حائل
کہتے ہین اس سبب سے کہ حائل ہے دو حرف واجب الاتیان و التکرار کے درمیان مین
اب تشریح اون چار حرفون کی جو بعد روی کی آتے ہین کیجاتی ہے پہلے حرف وصل
اوسکو کہتے ہین کہ جسکو روی سے ملحق کرین اور روی بسبب اوسکے متحرک ہوجاے جیسا کہ میم
شعر فارسی اور یاے تحتانی شعر اردو مین لا صدمن بہ بوسے تو ہوا خواہ نسیم سحرم
کو زبوے تو خبر دارد و من بیخبرم ⁂ سیر چرخ کوکب تہا سلیقہ یہ ستمگاری مین ⁂ کوئی محبوب
اس پایہ ناز نگاری مین نواب آصف الدولہ اے پری نام خدا تیری سجاوٹ خاصی ⁂
گفتگو سحر غضب خوب نگاوٹ خاصی ⁂ اور حرف وصل کا عام ہو یعنے خواہ مشہور الترکیب ہو
جیسے میم دارم و کارم کا خواہ غیر مشہور الترکیب جیسے یاے ہوز لالہ اور پیالہ کا اور فارسی مین دس حرف
وصل کے بنظر اکثریت استعمال کی مستعمل ہین جنکو کسی شاعر نے اس قطعہ مین جمع کیا ہے رباعی دہ بود وصل
فارسی گورا ⁂ الف و دال و کاف و ہا و یا ⁂ حرف جمع و اضافت و مصدر ⁂ حرف تصغیر و
رابطست بگو ⁂ عند المحققین انحصار ان حرفون پر نہین ہے کیونکہ عند التفحص بہت سے
پائی جاتی ہین چنانچہ مفصل تحریر ہوتے ہین الف چون توانا و بینا و نگارا و یارا باے موحدہ
جیسے دریاب و شتاب تاے فوقانی جیسے گفتت و بیامت جیم عربی جیسے ویاج
جیم فارسی چون پنج دال مہملہ چون کند و زند راے مہملہ چون انگشتر شین معجمہ
جیسے خورش و گردش غین معجمہ جیسے کلاغ و چراغ مزید علیہ گیاہ چرا یعنے چوبدین
کاف تصغیر چون پسرک و دخترک کاف فارسی جیسے بندگی شرمندگی میم جیسے گفتم
و ہفتم نون جیسے برنجن و رمین واو تصغیر جیسے پسرو واو زائدہ جیسے تنومند

وبہ بدمند ہای مختفی سوای کہ وسہ وچہ وند کی جیسے لالہ نالہ و خوردہ وکردہ ہمزہ بدل
از ہای مختفی جیسے خانۂ نادکا شانۂ ما یای تحتانی جیسے نسبتی ایرانی تورانی اور
سوا اسکے حروف ند اند دیدہ اید وام وایم جیسا کہ کردند ونمودند وکردہ اند ونمودہ اند و
کردید ونمودید وکردہ اید ونمودہ اید وکردم ونمودم وکردہ ام ونمودہ ام ونمودیم کردیم
وکردہ ایم ونمودہ ایم ان حرف جمع چون مجوبان وخوبان ان نافیت
چون روان دوان اور ہا جیسے کا ملہا دعا ملہا ستان جیسے
گلستان سنبلستان تر چون کہتر ومہتر ار جیسے گفتار ورفتار ست چون جانست
وخوانست گان جیسے رایگان وشایگان دان جیسے قلمدان ودرمدان ندہ
چون گوئندہ وجوئندہ وار جیسے مردموار وگندموار چہ جیسے سراچہ وقباچہ وش
جیسے حوروش اور نوروش ور جیسے گنجور ورنجور وہنرور مند جیسے تنومند وبرومند
گر جیسے زرگر وآہنگر گار جیسے رستگار ودستگار محقق طوسی نے کہا ہے کہ تحقیق
اس مقام میں یہ ہے کہ جو حرف ساکن قائم مقام ایسے حرف کا ہو کہ جو وہی مطلق ہے بجای
تاکہ کلمہ اوس سے تمام ہو وہ بھی قبیل حرف وصل کے ہے دوسری خروج بفتحتین اوس
حرف کو کہتے ہیں جو حرف وصل سے بجا ہے جیسے شین گفتمش وسفتمش جامی ما ہیچ کسان کو سے
یاریم ✽ ما سوختگان خاکساریم ✽ ما کشتۂ آن دو لعل یاریم ✽ تا دست ز خونیان نداریم ✽ ✽
یا حرف وصل میم حرف خروج سودا جہلین تہلین جہتی ستاتہ وشیدو ستی ہونیان ✽ اب
اوس بغیر کہتی ہیں سبز رنگ ہونیان ✽ ولہ عاشق کی بھی ہیں کہتی کیا خوب طرح رازش
دو چار گھڑی ما دو چار گھڑی ما تین ✽ یای تحتانی وصل نون خروج مولانا یوسف
عروضی نے ذکر خروج کا نہیں کیا لہذا محقق طوسی نے باتباع اسکے فرمایا ہے کہ درست یہ ہے

کہ خروج فارسی میں نہیں ہے کیونکہ حرف وصل کا متحرک نہیں ہوتا مولانا صہبائی فرماتے ہیں
کہ مولانا یوسف عروضی نے حروف خروج کو بھی حرف وصل میں شمار کیا ہے بسطر
جمہور متاخرین حرف بعد از نائرہ کو نائرہ کہتے ہیں تیسری مزید اوس حرف کو کہتے ہیں
جو خروج سے ملا ہو جیسا کہ تاے فوقانی دیدہ ہست و شنیدہ ہست کا اور الف گلستان
و بوستان کا اور شین معجمہ اس شعر میں شعر علی عینیہ عین الدرچشمان سیاہستش ؛ چہ
مژگان سنان آساچہ مردافگن نگاہستش ؛ سودا بلبل چمن میں کسکی ہیں
بدمزابیان ؛ تولتی پری ہیں غنچون کی ساری کلابیان ؛ میرتقی ملوار عرق خون میں
انھین کلابیان ہین ؛ دیکھین تو تیری کب یہ بیجابیان ہین ؛ یاے تحتانی وصل الف خروج
نون مزید چوتھی نائرہ اوس حرف کو کہتے ہیں کہ جو مزید سے ملحق ہو جاوے خواہ وہ ایک
حرف ہو یا زیادہ ایک سے جیسا کہ شین منقوطہ اس شعر میں لاحدول کہ بدست آمد سیمبرِ نازبردارستش
نازو اے جان کہ نیر و تتش ؛ نائرہ بر نائرہ وہ ہے جو زیادہ ایک حرف سے ہو
استادی آنمہ کہ بچشم مہر و بیدستیش ؛ وز جملہ نیکوان گزیدستیش ؛ سین مہملہ وصل تاے فوقانی
خروج یاے تحتانی مزید میم نائرہ شین معجمہ نائرہ بر نائرہ حسینی یاد آتی ہین جو زلفون کی
تیری او بجاوٹین ؛ بہول جاتا ہے دل صد چاک سب سلجہاوٹین ؛ واضح ہو کہ
نائرہ بر نائرہ یا جو کچھہ بعد نائرہ کی آوے وہ حکم ردیف میں ہے اختلاف انکا
قافیہ میں جائز نہیں نائرہ سے رمندہ مشتق ہے نوار اور بھی نار بمعنی آتش سے وجہہ
التسمیہ یہ ہے کہ شعلہ مضطرب اور بہاگنے والا ہوتا ہے لہذا یہ حرف بھی حروف
قافیہ سے کنارہ پر جا پڑا گویا سب سے رم کرتا ہے کما قال ابو سلیم نثاری والشمس انقضی والقیسی
کلام چہارم در اسماء حرکات قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا

از انجا کہ ارکان اس علم عالی اساس سے رکن اعظم اور وتد افخم ہے وانت ہونا حرکات قوافی سے
انتا سہ بدائع نگار، آمادہ نفاذ ایضاح ہے مخفی نرہے کہ حرکات قافیہ کے چہ ہین جیسا کہ شمس فخری
اسکو ایک شعر مین جمع کیا ہے شعر رس و اشباع و حذو و توجیہ ہست * باز مجری و بعد از ان نفاذ
نفاذ و رس کے معنی لغت مین تبشدید سین مہملہ ابتدا کے ہین اور اصطلاح قوافی مین
حرکت ماقبل تاسیس کو کہتے ہین اور ہمیشہ فتحہ سے اور حرکات کا ہونا ممتنع الامکان ہے جیسا کہ حاصل
حاصل اور حافظ کا از انجا کہ حرکات قافیہ ہین یہ حرکت ابتدائی ہے لہذا اہل اصطلاح نے
نام اسکا رس رکھا اشباع بالفتح کے معنی لغت مین دراز کردن کے ہین اور اصطلاح مین دراز
کرنا حرکت کا ہے اسطرح پر کہ ضمہ کی درازی سے واو اور فتحہ کی درازی سے الف اور کسرہ کی
درازی سے یاے تحتانی پیدا ہو اور عروضیون مین حرکت مابعد تاسیس سے حرکت دخیل کو
کہتے ہین اور یہ اکثر کسرہ ہوتا ہے جیسے کسرۂ شین کا عاشق مین اور ضمہ بھی ہوتا ہے جیسے
فاریابی نگذشت ماہ روزہ بخیر و سلامتی * برکن قدح ز بادۂ گلرنگ رازکی * اما شنتا انیا
پہولونکی بارش کی سر اسر رہین * کشتیان شیشۂ ساغر کے برابر رہین * اور بالضم بھی آتا ہے
جیسے ای کشتہ ہر کس شوخت بہ تغافل * زلف تو گرفت ست رہ رسم تطاول * سالک
بریلوی ای ایک رشک مسیحا کو تغافل ہی رہا * مر گئے ہم مگر آنے مین تساہل ہی رہا * اور اختلاف
اسکا جب روی ساکن ہو جائز نہین حذو بجائے حطی مفتوحہ و ذال معجمہ مع الواو کے معنی لغت مین
یعنے برابر کردن دو چیز باہم کی ہین اور کلام عروضیون مین حرکت ماقبل ردف اور قید سے مراد ہے
جیسا کہ فتحہ کار اور بار اور پست و ست اور بخت سخت کا نظیر حذو مردف غالب دیوانگی سے
دوش پہ زنار بھی نہین * یعنے ہماری جیب مین اک تار بھی نہین * ذکر میرا بہ بدی بھی اسے
منظور نہین * غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہین * اور نظیر حذو تقیید کی یہ ہے غالب

تعریف رس

تعریف اشباع

تعریف حذو

ہم سے کھل جاؤ بوقت می پرستی ایکدن ٭ ورنہ ہم چھیڑینگے رکھکر عذر مستی ایکدن ٭
تشریح جسوقت کہ قافیہ شامل بحرف ردف موصولہ اور قید موصولہ کے ہو اختلاف حذو کا
جائز ہے جیسے کمال اسمعیل گرسوزد لم یک نفس آہستہ شود ٭ از دود دلم ہمہ نفس بستہ شود ٭ در دیدہ
از آن آب ہمیگردانم ٭ تا ہر چہ نقش بست آن شستہ شود ٭ مبارک شور نمکینی جو ہے پستہ و غنچہ کا
ہر زخم نمک سودہ ہے پستہ دہانوں کا ٭ تشریح اختلاف ردف کا روی متحرک کے ساتھ جائز ہے
ساکن کے ساتھ جائز نہین ہے توجیہ بروزن تشبیہ لغت مین کسی چیز کی طرف مونھہ پھیرنیکو
کہتے ہین اور اصطلاح عروض مین حرکت ماقبل روی کو کہتے ہین جیسا کہ حرکت سین اور
دال کی سر اور در مین غالب یہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکھتے ہین ٭ کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو
دیکھتے ہین ٭ چونکہ یہ حرکت روی ساکن کے مونھہ کو طرف ماقبل کے پھیر دیتی ہے اور تلفظ مین
تابع اپنے ماقبل کے رہتی ہے لہذا توجیہ اسکا نام رکھا اور اختلاف اسکا ہرگز جائز نہین ہے
مگر جسوقت کہ روی متحرک ہو بسبب حرف وصل کے جیسا کہ انوری نے اس قصیدہ مین
جسکا مطلع یہ ہے انوری ای مسلمانان فغان از دور چرخ چنبری ٭ وز نفاق تیر و قصد
ماہ و سیر مشتری ٭ مین سامری اور عنصری کو قافیہ کیا ہے مبارک وہ چشم جادو بھری ہے
کافر کہ ہوش اوڑجاے سامری کا ٭ فصاحت ایسی ہے گفتگو مین کہ جس سے دم بند عنصری کا ٭
مجری بفتح میم و الف مقصورہ لغت مین بمعنی جاے روان شدن کی ہے اور اصطلاح قوافی مین
حرکت حرف روی کو کہتے جب کہ وصل سے ملجاوے جیسے کہ حرکت نون کی زبانی و جبانی آور
حرکت تا د قرشت کی مے پرستی و مستی مین حرکت واو کی کساوت و الگاوٹ مین اور یائی حذف
شدہ بشکل کہ ابش یا بحالت اضافت و صفت جیسے بیان من جان ناتوان وجہ تسمیہ
اسکی یہ ہے کہ یہ حرکت مثل ایک مجرا کے ہے اس سبب سے کہ تا دقتیکہ آواز اوسپر نہین گزرتی ہے

حرف وصل تک نہین پہونچتی ہے پس اسکا تشبیہاً مجزا نام رکھا اور اختلاف اسکا ہرگز جائز نہین ہے جیسے اس شعر مین واقع ہوا حافظ شیرازی صلاح کار کجا و من خراب کجا ❊ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا ❊ کما قال الجامی نفاذ بفتح نون و ذال معجمہ در آخر اصطلاح مین اوس حرکت وصل کو کہتے ہین جو خروج سے بجا و جیسا کہ حرکت یاے تحتانی کی اس شعر مین لاحاصل ❊ تا چند سنگ لاخہ غم انگنیم ❊ ور سنگ ستم شیشہ دل شکنیم ❊ اور اردو مین جائز ہے حسینی کھل گئین سب جبقین کرتے ہو کیا ناوٹین ❊ اندنون لی سبب ہنین آپ کی یہ رکاوٹین سمرھد عیدن کی ساتھ رکھو آپ ہم کنار یان ہین ❊ یون درد پہلو و دل اور بیقراریان ہین ❊ فارسی مین

نامے متنذ کی حرف وصل ہا ہے علی خروج نون مزید ۱۲

لازم نہین کہ حرف وصل کا متحرک ہو جسقدر ساکن ہو بہتر ہے شعر ما عاشق روے نیکوانیم ❊ دیوانہ شکل ہر چہ انیم ❊ حرکت خروج اور مزید اونائرہ کو بہی نفاذ کہتے ہین جیسا کہ میم اور شین معجمہ کی حرکت گفتمش و سپردستمش اور بہی اس شعر مین شعر تا کے بخون دیدہ و دل پروریشان ❊ از رہ برون روند و برہ آوریشان ❊ اردو مین یہ حرکت مستعمل نہین اور یہ سنی گئی کہ لکھی جاتی مگر جسطرح یہ کہ حرکت کاف فارسی کی لاونگا مین شمس قیس نے لکہا ہے کہ نفاذ بذال معجمہ بمعنی گذشتن تیر از نشانہ و روان شدن کار و فرمان کو ہین یا بدال مہملہ بمعنی تمام شدن و فنا شدن چونکہ اس حرکت کو تمامیت اور فنا مین دخل ہے اور بعد اوسکے کوئی حرکت نہین لہذا اس نام سے موسوم ہوا اور شرح خزرجیہ مین غلام نقشبندی لکہا ہے وجہ التسمیۃ بالنفاذ بالمعجمۃ ان تلک الحرکۃ تسبب نفاذ حکم الخروج والنفاذ بالمہملۃ من نفد کسمع نفاداً و نفدا فنی و ذہب فہذہ الحرکۃ نفاذ الوصل بالخروج شرح کتاب المعجم مین شمس قیس نے رباب دوی مطلق باحرف زائد کے اس مصرع مین لکہا ہے مصرع دہہا و ولت ستہ یار افراختہ حرف تا فوقانی روی ہا ہوز وصل خا معجمہ ردف زائد الف ردف اصلی حرکت ما قبل الف حذو حرکت تاے فوقانی مجری حرکت خاے معجمہ اگرچہ تقطیع مین بحرف متحرک

محسوب ہو مگر یہ حرکت قابل اعتبار نہین ہے اور اسکا کچھ نام ہے جاننا چاہیے
کہ سوای حرکت ماقبل سیہ کے کہ اختلاف اوسکا ممتنع الوقوع ہے اختلاف اور حرکات کا ایک
شعر مین معیوب ہے مگر جس وقت کہ حرف وصل کاف ہی سے ملحق ہو کر ردی متحرک ہوجاوے
جیسا کہ اس شعر مین مصحفی چہ خواہد کہ ویران کند عالمی ٭ ہند ملک در رنجۂ ظالمی مجھور
مجھکو ستم اپنی کافری کی ٭ سوگند تجھے ستمگری کی ٭ اور ایسا مثنوی و قصاید مین اکثر ہوتا ہے
اور غزل مین کم اور یہ بھی بسبب عدم میسر ہونے لفظ موافق کے توجیہ مین
مانند آبلہ و سلسلہ کہ قافیہ اوسکا زلزلہ ہوا اور الیسی وطم اور گلم کا قافیہ ظلم کی ساتھ کرنا درست ہے

کلام پنجم در القاب قوافی و معانی و وجوہ التسمیہ آنها ٭

اسد اللہ کہ غواص علم قوافی اور سرمکشاف دقائق اس فن کافی کے واسطے غواصان
بحور علم و آگہی آور اصلاح مسلک اتش پژدی بحر تدابر کے مین متواتر غوطہ زنی اور سباحی
کرکے دررِ عزیز مطالب کو اسطرح منصۂ العیان مین لاتی ہین علی الخصوص مولانا عبد الرحمن
جامی اور علامہ محمد ابن قیس صاحب کتاب المعجم باخلاف بعض الفاظ فرماتی ہین کہ
اوس قافیہ کو جسکی تقطیع آخر مین دو ساکن پے درپے آوین جیسے دار خار و زر دگرد و
تیز و شیر متراوف کہتی ہین غالب نالہ جز حسن طلب ای ستم ایجاد نہین ٭ ہے تقاضا
جفا شکوہ بیداد نہین ٭ متراوف کو معنی لغت مین پیاپی شدن و از پے در آمدن کا ہے
اور متراوف کو معنی ردیف یکدیگر سوار شونده اور بمعنی پے در پے آنے کے ہین پس وجہ تسمیہ
اسکی ظاہر ہے متواتر اوس قافیہ کو کہتے ہین کہ جسکے آخر مین ایک حرف ساکن ہو
اور ماقبل اوس ساکن کی ایک حرف متحرک اور قبل اوسکے بھی ساکن ہو یعنی ما بین
دو ساکن کی ایک متحرک واقع ہو جیسا کہ داری یاری گوہر خنجر و مردی و سردی و گرمی

قافیۂ متراوف

قافیۂ متواتر

بر ویشان خورشیان اور حسب قول بعض کہ جو مبنی بعدم اشتراط حرف وصل پر ہے
اونکے القاب ہین من اراد الاطلاع علیہ فلیرجع الے الوافی بشرح الکافی

کلام ششم در عیوب اقوا و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا

واضح و لائح ہو کہ عیوب قافیہ کے متعدد ہین پہلے اقوا کسرا اول و تخفیف ہمزہ اختلاف
حذو اور توجیہ یعنے حرکت ما قبل روی اور حرکت قید کو کہتے ہین جیسے دور بالضم کو
دور بالفتح یا حُبت اور گگ اور کہلنا بالضم کو حَبت بالفتح و گل اور کہلنا بالکسر کو ایک شعر مین
جمع کرین سودا الکہد یا مجنون کو شیر شتر کہد یا مستقی سے جا نصد کہہ سے ساقی
چمن مین چہوڑ کی مجہکو کدہر چلا ؛ پیانہ میری عمر کا ظالم تو بہر چلا ؛ عالم تو مر رہا ہے
ہر اک آن پر تری ؛ تیغ و سپر تو لے یہ کہن ، پہر چلا سودا ترے کوچے سے جو ہین
آپ کو چلتے دیکہا ؛ جی کسی تن سے اسطرح سے نکلتے دیکہا ؛ تیغ تیری کا سد اشکر اداکرتی ہے
لبون کو زخم کی دن رات مین ملتے دیکہا ؛ اور اختلاف اشباع کا بہی اکثر اقوا ہی محمد ابن قیس نے لکہا ہے کہ بس شعر آرو وال
شعر سر وزیر و مفتی و شاعر کہ اوطوسی بود ؛ چون نظام الملک و غزالی و فردوسی بود ؛
اقوا کی معنی لغت مین تمام شدن زاد سفر کے ہین چونکہ یہ عیب بسبب اسکی ہوجاتا ہے
کہ زاد و توشہ شاعر کا کہ قافیہ صحیح ہے تمام ہوگیا لہذا اس عیب کو اپنا اسم مسمی کیا
اکفا کسرا اول و تخفیف ہمزہ مختلف ہونا حرف روی و قید کا ہے اوس حرف سے جو قریب المخرج ہو
جیسے اغماء و اعتنا طلسماح و صباح و سیاہ بحر و شہر اور اسی قسم سے ہے جمع کرنا حرف
عربی اور عجمی یا ہندی کا ایک شعر مین جیسے سک کو شک کے ساتھہ اور سخاوت کو
سجاوٹ کی ساتھہ قافیہ کرین اور یہ نہایت ناپسندیدہ ہے سعدی کہتا ہے اُدم
دانا و دلشہ لطف و سیرت ؛ طبیعت اخلاق نیکو کسب ؛ شعر خیال روی تشنا کر آن

بیا کہ شب کردم ؛ زگرمی آن قدر ہا کرم چو شیشہ ام کہ تب کردم ؛ نظامی چو بردریا زند
تیغ بلالک ؛ بماہی گا وگو یدکیف حالک ؛ اس شعر میں دو عیب ہیں ایک اقوا دوسرے
اکفا کیونکہ لام بلالک کا کہ را مہملہ سے بدلا گیا ہے مفتوح بخلاف لام حالک کی کہ مضموم ہے
اور یہ اقوا میں داخل ہے کاف بلالک کا فارسی اور حالک کا عربی یہ اکفا ہے سودا
ساق سیمین کو ترے دیکھ کے گوری گوری ؛ شمع مجلس میں ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی
دلکو بس تصویر جاناں سے ربط ہے ؛ تصویر یار آئینہ دلپہ ثبت ہے ؛ آمد ہے آنسوؤں کا مری آنکھ سے
وہ بحر ؛ ہیں جسکے آگے سات سمندر بھی ایک لہر ؛ مگر بحالت قرب مخرج بعض ساتذہ نے اس اختلاف کو
جائز کہا ہے مگر میرے نزدیک غیر جائز محقق طوسی کی نزدیک اختلاف حرف روی کا بلا اعتبار
قرب مخرج کی اکفا ہے اکفا کے معنی لغت میں کج کرنا برتن کا تاکہ جو کچھ اوسمیں ہو گر جاوے اور خم کرنا
کمان کا اور اختلاف حرف روی کا ایک شعر میں کذا فی الصراح والمنتخب والشمس سناد بکسر سین مہملہ
وفتح نون و در آخر دال مہملہ اختلاف ردف کا ہے جیسے زمان و زمین کو ایک قافیہ میں جمع کریں شعرائے
عجم و ریختہ کی نزدیک جائز نہیں اور عیب فحش ہے برخلاف شعرائے عرب کی کہ اختلاف ردف کا واو و یا میں جائز
جانتے ہیں جیسے ثمود و عمید اور یہ اشعار عرب میں بہت آیا ہے سناد کے معنی لغت میں
مخالف کے ہیں چونکہ اس قافیہ میں ایک قافیہ مخالف قافیہ ثانی کا ہوتا ہے لہذا اس نام سے
موسوم کیا ایطا کے معنی لغت میں بکسر اول و سکون تحتانی و فتح طا مکرر لانا قافیہ کا ہے ایک شعر میں
اور پائمال کرنا کسیکو کذا فی الصراح والشمس اور اصطلاح قوافی میں اعادہ کرنا اور مکرر لانا
قافیہ کا ہے لفظاً و معناً پس قافیہ کا مکرر لانا گویا اوسکا پائمال کرنا ہے اور یہ دو طرح پر ہے
ایطائے جلی و ایطائے خفی ایطائے جلی وہ ہے کہ تکرار جسکی ظاہر ہو جیسے نیکو تر بہتر
اور ستمگر اور فسون گر کو ایک شعر میں جمع کریں اور جیسے ہے نون مصدر کا

سناد

ایطا

جیسے گفتن و شنیدن ؛ اور الف و نون جمع کا جیسے یاران و دوستان اور
ہاء ہوز جیسے لالہ ہا و غنچہ ہا اور الف و نون صفت کا جیسے خندان
و گریان اور یاے تنکیر جیسے مردے و دستے اور دال مضارع کا
جیسے دہد و بود اور نون تخصیص جیسے سیمین و زرین اور حرف نسبت
جیسے ور و مند سعادت مند اور بعض الفاظ عربیہ مین جیسے مومنات و مسلمات و دوات
و ا ست اور ہندی مین نون و الف مصدری جیسے کہنا سنتا اور واو و نون
جمع کا جیسے یارون و دوستون اور علامت مضارع ہندی جیسے دیوے و ہووے
اور چلو رہو اور سوتا ہے روتا ہے اور علامت فاعل کی جیسے جانی و الا ہونیوالا
اور بکری مرغی ہاتی گہوڑی قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب حرف زوائد یا علامت کسی کلمہ کے
آخر سے دور کر دیا جاوے تو قافیہ درست نرہے مثلا گفت و شنید و یار و دوست
و درد و سعادت کہ اسکا قافیہ درست نہین ہے میر شیر علی افسوس ؎ رکہے سیپارۂ گل
کہول آگے عندلیبون کے ؛ چمن مین پہول گویا آج ہین تیرے شہیدون کے ؛ عیب
اگرچہ کلام اساتذۂ متقدمین مین واقع ہو مگر احتراز لازم ہے محمد کمال اسمعیل اصفہانی اوستاد
وقت کی ان شعرون مین کسطرح یہ عیب ایطا کا واقع ہوا ہے کمال اسمعیل ؎ مستعار از
شعلۂ رایت شعاع آفتاب مستعار از نفحۂ خلقت نسیم خوش دمش ؛ ای عجب شمشیر
ار چہ سبز رنگ شد ؛ چون ہمہ سالہ ز خون لعل میباید خورش ؛ باز حیرت چون بعد چنید
دشمنا نرا مرغ دل ؛ ہمچو مرغ نیم بسمل جانی افتد در تپش ؛ گر دو ل خوش تطاول با
ز تحبت خصم لیک ؛ گہہ گہش سخت آمد از گز گرانش سرزنش ؛ سایۂ حق ہست یارب سایۂ اش
پاینده دار ؛ ز انکہ فرض ست از میان جان دعای دولتش ؛ تشریح جو کچہ آخر ابیات مین سبب

صریحاً مکرر واقع ہووی خواہ ایک حرف ہو خواہ زیادہ قبیل ایطا سے جلی سے ہی اگر بطریق
تجنیس واقع ہو حسن کلام سے ہی جیسے لفظ پہول کا اس قطعہ مین شاہزادہ میرزا
سلیمان شکوہ خلف الصدق شاہ عالم بہادر اشعار کیا ہیں سیکڑون ہی بات مین آ
دینے لگے ؛ دیکہیو جہڑتے ہین کیا منہ سے مرے یار کے پہول ؛ کسطرح اون مین ملاین
کرون کیونکہ تعظیم ؛ دست و پا اپنے گئے دیکہتی ہی یار کے پہول ؛ رنگین ہوا انگلتی ہی
جراح زخم سینے کے سے ؛ بس اتنو ہاتہہ او ٹہا ظالم اسکے سینے سے ؛ عسرت و رنگین اور
سبک ہیوئی کے چہلے ؛ ہر اک چہلا دل عاشق کو چہل آیا ؛ اشک برسانی مین شرط آنکہون نے باہم بدلی ؛
صاف رونی مین بخ دیدہ مریم بدلی ؛ امانت آبداری سے جو ملو نظر آیا وہ کلا شیشے کے
ہر وہ کیا جسم صراحی کا گلا ؛ امانت ایڑی دیکہون مین عجائب ہین درخشان پہوںچے ؛
ادسکے پہوںچی کو نہ روئیہ تابان پہوںچے نہین چاہیے کہ بنیاد عبارت قافیہ کی اوسپر رکہین جیسا
اوپر ذکر ہو چکا اور اگر ضرورت ہو تو قصیدہ مین زیادہ دو تین بار سے نہین چاہیے مگر
بعد چودہ شعرون کے لانا جائز ہے اور ایسے قافیہ کو قافیہ شایگان کہتے ہین شایگان کے
معنی لغت مین بیگار کے ہین کہ کوئی کام بمزدوری بحکم حاکم کرے ازانجا کہ کام بیگار کا
ناقص اور خراب ہوتا ہے اسیطرح پر اس قسم کا قافیہ بہی بسبب بے اہتمامی و نقص و خرابی کے
بیگار سے مشابہ ہے لہذا نام اسکا شایگان کہا ؛ محمد ابن قیس کا قول ہے کہ جس قافیہ مین
روی اصلی نہو وہ شایگان ہے جیسے سار فنا اور رخت زاہد او سوقت شایگان ہے کہ جب
قوافی مقصد مین واقع ہو نہ توافی مرصول میں ؛ شعر من خاک بیابان باد م کو
زلف ادجنبانید ؛ در چشم از آب کا ندام ترا ماند ؛ الخ ... وصال تو بکہم ... ل
برساند ؛ نہ در فراق تو عمرم زخونشستن بر باند ؛ ہمیشہ تا کہ تا شیر چہرہ گیا ابر ؛ دبان

قافیۂ شایگان کا بیان

غنچہ گل را صبا بخنداند محقق طوسی نی لکہا ہے کہ جب قافیہ مرکب ہے ایک جزو مکرر ہو اور
سب مواضع میں تکرار بیک معنی آوی اوسکو شایگان کہین گے جیسے الف و نون جمع
اور فاعلیت کا اور یاے تنکیر اور مصدری وغیرہ ایطای خفی وہ ہے کہ جسکی تکرار ظاہر
نہو جیسے دانا و بینا اور آب و گلاب اور یہ جائز ہے شعر ای گل رخسار تو بردہ ز روی گل آب
صحبت گلزار ہا کردہ بروی گلاب ؛ امانت وی گل ہی نہین تیز وہ رخسار ہین تیغ ایک رخ کیسا خجل
اوس سے تو رخ سارے ہین ؛ مسکین جہان آبادی مظہر حق ہے وہ ہر آئینہ جلوہ گر اوس سے ہی ہر آئینہ ؛ متقدمین نے
غزل و قطعہ مین بعد سات شعر ون کے اور قصیدہ مین جو وہ شعر ون کے بعد اور متاخرین نے بیس تیس شعر ون کے بعد جائز و عیب
سے کہا ہے تتمہ بیان ایطا کا کلام ختم ہوا ہم مین بہی حسب تقاضا اوس مقام کے کچہہ ہمت تحریر یاد گار اختلاف
حرف قید کا بہی عیوب سے ہے جس طرح پر اس شعر مین صاحب گلشن راز ہمہ دانند کین کم
در ہمہ عمر نکردہ ہیچ قصد گفتن شعر ؛ واضح ہو کہ اس شعر مین دو عیب واقع ہوے ہین
ایک اختلاف حرف قید دوسرا اختلاف حرکت ما قبل قید سوا یون سنا ہے کہ خسرو
یک عصر ؛ ایک درویش کی گیا تہا گہر ؛ مگر کلام قدما مین کچہہ گفتگو نہین کیونکہ قباحت
ان چیزون کی بعد مرور ایک زمانہ کی باتفاق عقلا و فصحا ذہن نشین طالب فن ہوا کرتی ہے
ہان اگر درمیان دو حرف قریب المخرج کے اختلاف واقع ہو تو بقول بعض اساتذہ جائز ہے
مگر مستحسن نہین جیسے عدل فضل بحر بحر سعدی کہا ہے شاہ آفاق گستر بعدل ؛
اکرمن تمامم تو مانی بفضل ؛ و منہ چہ مصر و چہ شام و چہ بر و چہ بحر ؛ ہمہ روستا اند
شیراز شہر ؛ ابو اطعمہ شیرازی یک کاسہ ہریسہ در صباحے ؛ بہتر ز ہزار پادشاہے ؛
فردوسی بنام خداوند تنزیل و روح ؛ خداوند امر و خداوند نطق ؛ صہبائے علیہ الرحمہ
کا قول ہے کہ عمر و شعر کا قافیہ شعر صاحب گلشن راز مین نہایت مکروہ نا گوار ناز یبا ہے

ایطای خفی

اختلاف حرف قید

مگر شمس فخری نے اسکی جواز و نا میدہ مین دو شعر منوچہر کی لکھی ہین منوچہری نوروز
در آمد ای منوچہری نبالا ابر سیح با ئیل تری ؛ مرغان زفان گرفتہ را ایکبارہ بکشاد
زبان رومی و عبری ؛ اور مولانا شمس قیس بضرورت شعری قائل اسکے ہوئی ہین نقل
کسی شخص نے ایک شعر میں مفر فطرت کو روبرو پڑہی کہ جسمین ایک لفظ غلط و بد نما موزون ہوا تہا
فطرت نے وجہ اسکی پوچھی جواب دیا بضرورت شعر فطرت نے فرمایا شعر گفتن چہ ضرور
اصراف

اصراف بصاد مہملہ مختلف ہونا فتحہ رویکا ساتہہ ضمہ یا کسرہ کے ہے اور مولانا رفیع الدین
نزدیک اختلاف فتحہ کا بسکون بہی اصراف مین داخل ہے اور نور الدین احمد مطلق اختلاف
حرکت روی کو اصراف کہتے ہین اجازہ بزاء معجمہ و ہم مہملہ باختلاف قول بہی عیوب قوافی
ہی اور اصطلاح مین تبدیل ہو جانا رویکا ساتہہ حرف بعید المخرج کے ہے جسطرح یہ
حاء مہملہ کو باء موحدہ کی ساتہہ لاوین بخلاف محقق طوسی کے کہ اختلاف قرب مخرج کو اجازہ
کہتے ہین جیسے ایک مصرع مین بجاے حرف روی طاء مہملہ و مصرع ثانی مین دال مہملہ
لاوین اور یہ اردو اور فارسی مین جائز نہین مگر بوقت بدل جانے کے جیسا کہ ملا ظہوری
دیباچہ خوان خلیل مین ظہوری فرزند را استقامش خراو ؛ رندہ کردست کجروی زنہا ؛
نہاد کو بلفظ خراو کہ اصل مین بطاء مہملہ تہا قافیہ کیا ہے ظاہر اطاء خراط کو فارسیوں نے
بتصرفات خود تاء قرشت سے بدل کر پہر بسبب قرب مخرج کے اوسکو دال سے بدلا
مگر عربی مین جائز ہے غلو داخل عیوب قافیہ ہے کہ وہ اختلاف حرکت اور سکون
یعنی متحرک ہونا روی مقیدکا ۱۲
روی کا ہے دو مصرع مین حافظ صلاح کار کجا و من خراب کجا ؛ بہ بین تفاوت
بنظر سکون حرف روی ۱۲
رہ از کجاست تا بہ کجا ؛ انشا ہمارے حال پہ حق تمکو مہربان کرے ؛ نہ ہو وے
بنظر حرف روی ہاے متحرک ہونیکی ۱۲ روی ساکن ۱۲
یون تو غضب ہے ہمان خدا نکرے ؛ غالب نہ پوچھہ مجہہ سے کہ رکہتا ہے اضطراب جگر

نہین ہے مجکو خبر دل سے لیکے تاگجکر ؛ نون مصرع ثانی لفظ نگر کا بعد لفظ خدا کے کہ مقابل
نون روی کلمہ مہربان کی بضرورت شعری متحرک واقع ہوا ہے کہ وہ ساکن نہین ہوسکتا
لا حد وقاتم الاعماق حاوی المخترقن ؛ مشتبہ الاعلام لماع الخفقن ؛ حرف قافیہ کو
کہ روی ساکن تہا متحرک کرکے تنوین زیادہ کی اور یہ موجب اختلال وزن کا ہے اس حرف کو
غلو اور حرف قافیہ کو غالی کہتے ہین تعدی اختلاف حرکت اور سکون حرف وصل
لا حد لما رایت الدہر ما حظلو ہا ؛ ہاے ہوز وصل کی ساکن ہے کہ بحسب عادت
بعض عرب کی متحرک کرکے واو کو پیدا کیا اس واو کو حرف تعدی اور قافیہ کو متعدی
کہتے ہین تکملہ تعدی اور غلو کلام فارسی و اردو مین اقل الواقع بلکہ غیر واقع ہے بخلاف
عرب کے کہ اونکی یہان مستعمل ہے یہ عیب شعراے عرب و فرس کے نزدیک اگر مخل وزن ہو
تو چنداں داخل عیب نہین ہے کما قال اسکا کی تضمین عیوب قافیہ سے ہے اور یہ دو طرح پر ہے
ایک یہ کہ لفظ مفرد کی دو جزو کرین ایک جزو کو قافیہ قرار دیوین اور جزو ثانی اوس لفظ
ابتداے مصرع یا بیت ثانی مین لاکر مصرع کو تمام کرین جیسے اس رباعی مین جامی
امی شادی عید چون بکام دل اع ؛ دائم شدہ محبوس درین غمکدہ مع ؛ فذ درم
اہل کرآزادی تجم ؛ بوس ست برسم عید ہم از تو طمع ؛ مصرع اول کی آخر اور دوم کی اول
جزو سے اعدایم اور مصرع دوم و سوم سے معذورم اور مصرع سوم و چہارم سے محبوس
برآمد ہوتا ہے فافہم دوسرے یہ کہ لفظ مخل نہو بلکہ معنی اواخر ایک بیت کی اول بیت ثانی
سے متعلق ہو جیسے اس رباعی مین امیر خسرو دہلوی حسن کسی ترا نماند الا ؛ خورشید کہ صبح ور لب
آمد تا ؛ حدست کند و نیاسی تو بوسد الا ؛ پاے تو لبوی او کہ تا بوسد پا ؛ غالب کہتا ہے
روسے نجاسے دل نے غم یار اگر ؛ تو مجکو دکہاے اپنا رخسار مگر ؛ دیکہے نہ رقیب تجکو

تعریف تعدی

تعریف تضمین

زنہار دگرش دیکھے ہی مگر اوسکی طرف بار نظرش اگرچہ یہ عیب قافیہ مین اوسوقت
داخل ہے کہ جب ضرورت مین واقع ہو مگر باتفاق شعرائے عرب کے عیب قافیہ سے
گو کہ کلام عرب مین کثیر الاستعمال ہے اور فارسی اور اردو گو اسکو عیب عظیم جانتے ہین
اور اس ہرزہ جائی پر قلم کو تکلیف نہین دیتے مگر ہزلاً چنانچہ شمس قیس نے لکھا ہے کہ اشعار
فارسی مین ایسے تصرفات جائز نہین ہین مگر اوس نظم مین جو بسبیل ظرافت و ہزل کہی ہو
اگرچہ بعض متاخرین اوسکو صنعت کہتے ہین تضمین مشتق ہے ضمان سے اور ضمان
اوسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص اپنی ذمہ داری کو امور دین مین ساتھہ شخص مدیون کے
مستغرق و متکفل کر دیوی چونکہ اسمین بھی جزو ایک مصرع کا جزو ثانی مین متضمن ہے
لہذا اس نام سے موسوم کیا تشریح یہ تضمین علاوہ تضمین صنعت متعارفہ شاعری سے ہے
اقعاد عیوب قافیہ مین مراد ہے اختلاف غیر معتاد سے عروض ہر بحر مین جیسے
استعمال عروض محذوفہ یعنے فعولن کا بحر طویل مین اور عروض مقطوعہ یعنے
فعلاتن کا بحر کامل مین کہ حسب مذہب سکاکی صاحب مفتاح کے معتاد نہین ہین اور
حسب مذہب صاحب قصیدۂ خزرجیہ کو اختلاف مطلق معتاد و غیر معتاد کو کہتے ہین
بحر رمل مین پس نظیر معتاد کی یہ ہے کہ شاعر عروض سالم یعنے متفاعلن سے طرف
عروض حذا یعنے فعلن کے انتقال کرے تحریر بجاے مہملہ تغیر و اختلاف ہر بحر کو
کہتے ہین جیسے شاعر کا بحر طویل سے طرف بحر ثانی کے کہ جو غیر جائز ہو حسب درج کرنا
تحریف روی حسب قافیہ مین داخل ہے بعیبہ وہ ہے کہ صیغہ مستعمل
حرف روی کی ایسے صیغہ کی ساتھہ تبدیل کرین جو شائستگی قافیہ کی پیدا کرے جیسے یار و جواب
خواب کو واو کے ساتھہ بدل کرکے اوسکے ساتھہ قافیہ کرین اور اگر حرف دیو اور ایک

تضمین

اقعاد

تحریف

دم گاوہ ؛ بر سرش چندان بزن کاید بجا وہ ؛ عماد الدین اسفرنگی بروزن مسعو نہیاے
پر از ریوہ ؛ سر بار الکن آشیخ کالیوہ ؛ غلط کردم درین صورت کہ گفتم ؛ زنخدان نگارچون سیب اے
سیوہ ؛ لفظ سیو کو کہ اصل مین سیب بباے موحدہ تہا بسبب کالیو و ریو کی واو کی ساتہہ
بدل کر سیو کر دیا اور ظاہر کر دیا کہ مین نی غلطی کی اس صورت مین کہ زنخدان یار کو
سیو کہا اور یہ مصرع ذو معنی ہے مشترک با ظہار اختلاف حرف روی و تشبیہ الاستعمال
ان اشعار مین تصرفات اہل لسان کے ہوا ہے پس یہ سخن مالحن فیہ سے ہی کہ بعض ابیات
قافیے کیا گیا تغیر اختلاف قافیہ کا ایک جگہہ زیادت ایک حرف کی ایک شعر مین
اور ساتہہ کمی کے شعر ثانی مین جیسے کار کو سر کے ساتہہ مقفے کرین یا مانند اوس
قصیدہ کی کہ قافیہ جسکا جم اور نم ہوا اور کچہہ شعر اوسمین لکہین کہ قافیہ جسکا جام و
نام کرین اور اگر ایسا کر دوین تو عیب مین داخل نہین جیسا کہ شیخ آذری اس قصیدہ مین
کہ مطلع اوسکا یہ ہے مطلع نماز شام کہ از گردش قضا و قدر ؛ زبام چرخ بیفتاد جنبر و خاور ؛
بعد چند ابیات کے اشارہ تغیر قافیہ کا کرتا ہی شعر بناے قافیہ را یک الف زیادہ کنم ؛
بشرط آنکہ نگیرند خردہ اہل ہنر ؛ مطلع سوال کردم از آن نور دیدہ ابرار ؛ کہ ای بذات تو
آمدہ کائنات قرار ؛ تشریح اگر شاعر اپنے عیب کو ظاہر کر دیا کرے تو وہ عیب
نہین رہتا محمل بصنعت شعری ہوکر وصل حسن کلام ہو جاتا ہے جیسے باعی مین اسفرنگی نے
اور شیخ آذری نی قصیدہ مین ظاہر کر دیا بدر الدین چاچی ای شاعر ار ندانی اکفا نوع
اقوا ؛ بر دو فن مصادر ہذا منم تو ہذی ؛ ہذی مین زاے معجمہ عربی کی تبدیل ذال معجمہ کے
ساتہہ اکفا ہے کیونکہ حرف روی اس قصیدہ کا زا معجمہ ہے جیسے بازی و تازی و سرفرازی
تشریح اختلاف روی کا ظہور و خفا مین داخل عیب ہے مثلاً ایک جگہہ ظاہر التلفظ ہو

اور دوسری جگہہ محقق ہو جیسے اس شعر مین سنائی نیک نادان ز راحل شکوہ ؛ بد دانا ز نیک نادان بہ ؛ تشریح اختلاف رویکا تقید اور اطلاق مین داخل عیوب قوافی ہے کہ ایک جگہہ حرف روی کا مقید ہو اور دوسری جگہہ مطلق جیسے اس شعر مین فیاضی ایرانی دل ہموج و دیدہ بارگی بود ؛ ہر موبہ تنم نظارگی بود ؛ کیونکہ رای حملہ بارگی مخفف بارگیر کی ساکن ہے برخلاف رای نظارگی کہ متحرک ہے علیٰ ہذا القیاس

کلام ہفتم در انواع قوافی و متعلق آنہا

یکہ تازان عرصۂ فصاحت و نیزہ افرازان میادین بلاغت شہسواران معرکہ والانظرے مبارزان مصاف ہنروری اسطرح پرشبدیز خامہ کو تحریر بیان انواع قوافی مین جولان دیتے ہین کہ قافیہ دو طرح پر ہے معمول اور غیر معمول غیر معمول وہ ہے کہ بدون اسکے کہ کچھہ اوسمین تصرفات کرین شایستہ اس امر کا ہو کہ محل قافیہ مین واقع ہو جیسے قصیدہ کمال اسمعیل کے اس مطلع مین مطلع تراقت بست بخت مرا روزگار دست ؛ زانم لمیرسد بسر زلف یار دست ؛ رند لکھنوی ہین بچہ چلن یار کو دنیا سے نرالے ؛ تو دیکھتی ہی و نہ یکھتے کیا پاؤن نکالے ؛ آتش سزا ہے اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا ؛ شب وصال مین گستاخ ہو گیا تہا کھٹکا ؛ معمول وہ ہے کہ بواسطہ تصرف شایستہ محل قافیہ کے ہو اور یہ دو طرح پر ہے ترکیبی اور تحلیلی ترکیبی وہ ہے کہ ترکیب دو لفظ سے حاصل ہو یا جزو دو لفظون سی حافظ شیرازی کے چراغ روی ترا شمع چرخ پروانہ ؛ مرا بجان تو از حال خویش پروا نہ ؛ لفظ پروانہ مصرع اول لفظ واحد مستقل بخلاف مصرع ثانی کہ لفظ پروا سے مرکب ہو امانت آتش رشک سے حالت مری کیا کیا ہوئی ؛ و لکن اوقات بسر صحبت پروانہ ہوئی ؛

تشریح

معمول غیر معمول

معمول

ترکیبی

تحلیلی

سوز پنہان کی کسی کو خبر اصلا نہوئی ۞ شمع کی طرح جلا مین تجھی پروانہ ہوئی ۞ آہ و رنج ہوئی جاتی
ہے فرقت مین کلالی مجھکو ۞ آج کل کیا نہین شامت سی کل آئی مجھکو ۞ امانت پاؤن آخر کو مرا او
تری پشیمانی ہی ۞ جو مین کہتا ہون وہ اک دن تمہی پیش آئی ہی ۞ اور اس قافیہ کو تجنیس مرکب بھی کہتے ہین
تحلیلی ہی کہ ایک لفظ کو دو حصہ کرین ایک حصہ قافیہ مین لاوین اور ایک حصہ ردیف مین شامل کرین ۞ مثلاً لفظ ہست کو ہمعنے
ترکیب کے ساتھہ لفظ پیدا اور شل وسکے لاوین تاکہ ایسی صلاحیت پیدا کری کہ ساتھہ خاست اور ہست کے
ایک قافیہ مین جمع کرین جیسے اس شعر مین شعر و آئینہ زری تو گر بہم راست ۞ انوار تجلی الہی پیدا ست
اور سے معلوم ہو کہ کمال اسمعیل اصفہانی نی لفظ کارد کو اپنے قصیدہ مین کہ مطلع جسکا یہ ہے مطلع
بخت مرا روزگار دوست ۞ زانم لنیر سد بسر زلف یار دست ۞ قافیہ اسوجہ سے کیا کہ
حرف دال کو جانب ردیف سے اعتبار کیا جاتا کہتا ہے کمال اسمعیل جسم شیر
قربان ہمیکند ۞ زانروی سعد ذابح آہیخت کارد ست ۞ قتیل بت من کرد اسرح ازخنا
دست ۞ دل بیچارہ ام از خون قفا دست ۞ سبزو گریاب نگذاریم بر خاک ۞ اگرو صلش
روزی بادست ۞ اس غزل مین خنا صفا ضیا کا قافیہ ہے اور دست ردیف
بضرورت لفظ قفا کلمہ قفا دست ہے مقابل لفظ خنا کی رند ہین تو جلین یار کے دنیا سے
نرالے ۞ لو دیکھتے ہی دیکھتے کیا پاؤن نکالے ۞ اس غزل مین کلمہ لے کو
ردیف قرار دیکر نرالے اور نکالے اور دوشالے اور ہالے لاکر شاعر کہتا ہے
رند لکھنوی کیا کہتا ہے ہر بار تجھے قتل کرونگا ۞ اک جان ہے باقی اسے تو لے
کہ خدا لے ۞ سوز مری جان جاتی ہے یارو سنبھالو ۞ کلیجے مین کانٹا گڑا ہے
نکالو ۞ جلونکی بری آہ ہوتی ہے پیارے ۞ تم اس سوز کی اپنے حق مین دعا لو ۞
آتش طریق عشق مین مارا پڑا جو دل شکستہ ۞ یہی وہ راہ ہے جسمین ہے جان کا

کھٹکا ٭ شراب صاف نہ باقی رہے تو اے ساقی ٭ تو ٹانکا مجھے کیچڑ مین تشنہ لب کا آباد لکھنوی چشم پر بار گران ہے ابھی کاجل کا بوجھ ٭ دوش سے اونکی سنبھلتا ہے نہین آنچل کا بوجھ ٭ دور ہے اونکی گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ ٭ ایسے نازک ہین کہ اوٹھتا ہے نہین ہلکا بوجھ ٭ ناسخ دی دوپٹا تو اپنا ململ کا ٭ ناتوان ہون کفن بھی ہو ہلکا ٭ اور علے ہذا القیاس سعدی یکی در بیابان سے گے تشنہ یافت ٭ برون از رمق در حیاتش نیافت ٭ اسکو تجنیس مفروق بھی کہتے ہین برخلاف یرہ انکے کہ تجنیس مرکب مجموع ہے شعر حافظ اور امانت مین تشریح بعض اساتذہ نے لکھا ہے کہ معمول مین بنای قافیہ کی تلفظ پر ہوتی ہے لہذا کمی و بیشی حروف کی از رو کتابت قابل اعتبار نہین تحلیل ریہ ہے میوۂ باغ جان غبغب تو ٭ خجل چشمۂ آب خضر از لب تو ٭ ز حالم خبر گیر اے من فدایت کہ صبر و قرار از دلم رفتہ بے تو ٭ مگر احسن نہین ہے تشریح عطاء اللہ حسینی نے لکھا ہے کہ شعراے متقدمین معمول تحلیلی کو عیب سمجھا شمار کرتے تھے مگر متاخرین اسکو صنعت مین داخل کرتے ہین اور در اصل مین یہ بات نہین ہے اور شمس الدین فقیر نے دونو قسمون کی نسبت مین لکھا ہے کہ یہ دونو قسم محسنات سے ہین بشرطیکہ مکرر اور بفاصلہ نہ لاوین ورنہ داخل عیوب ہے

کلام ہشتم در تشریح قواعد ضروریہ و فوائد عجیبہ

تشریح اول ہاے ہوز الفاظ ثنائی مین بحالت واقع ہونے کے وسط کلام مین اگر واجب الحذف نہو جیسے کہ وجہ ورنہ تو حرف روی ہو سکتے ہین اور تکرار اوسکی ایطا مین نہین ہے حافظ اے دوست ترا دوست کہ دارد چو من ٭ با خوبد بت دوستیہ دارد چو من ٭ ہر جا کہ روم خو سے بدت خواہم گفت ٭ با ہیچ کس دوست ندارد چو من ٭

تجنیس

تجنیس

تشریح اول

تشریح دوم بعضون نے الفاظ عربی جیسے مومنات و مسلمات اور دولت و نصرت و حشمت و عبادت اور محبت و شفقت و صورت و طلعت کا قافیہ کیا ہے اور ایسا مین شمار نہین کیا چنانچہ بپابندی اسکے سعدی علیہ الرحمہ نے بنیاد قافیہ کی ایک حرف پر رکھی کما قال نے البوستان سعدی خیال نادر افتاد و در وصف او ؛ که در لاجوردی طبق سفینہ ؛ ہان اگر ہاے ہوز کو غیر ملفوظ کہین بسبب اختلاف قید کے تو نامقبول ہے کیونکہ یہ اختلاف حروف علت مین اگرچہ روی مطلق ہو جائز نہین اسیطرح خوش و مفیش کا قافیہ نہین ہو سکتا و آخر ہو کہ اگر شعر مردف ہو تو ضابطہ مذکورہ بالا قابل حرف گیری یکگونہ نہین رہتا کیونکہ ردیف عیب قافیہ کو چھپا دیتا ہے حافظ دل ہمار دیدہ صحبت اوست ؛ دیدہ آئینہ دار طلعت اوست ؛ آتش دو دن کی زندگانی رہتے ہم مرے ہوے ؛ جوش جنون کی زرد کیا جب ہری ہوے ؛ مگر متاخرین اسکو ناجائز سمجھتے ہین ہان اگر تکرار حرف ماقبل تاء فوقانی کے متحد ہو تو بہتر ہے جیسے اضافت و ضیافت صباحت و ملاحت مگر مصافت و علامت تا سے خطا کا قافیہ جائز نہین ہے تشریح سوم نور الدین احمد نے لکھا ہے کہ بعض حروف زائد مشہور الترکیب ایسے ہین کہ جب اون سے اور حرف ملا وین اور مشہور الترکیب نہین تب حیثیت حرف روی کی اون مین آجاتی ہے جسطرح پر نون زرین و مدہ پارین کا مشہور الترکیب ہے لائق روی کے نہین ہے ہان اگر ہاے ہوز ملا وے جیسے زرینہ و پارینہ تو جائز ہے علے ہذا خندان و گریان جائز نہین مگر خندانند و گریانند کا قافیہ باندہنا جائز ہے اور جو کہ محمد ابن قیس نے کتاب المعجم مین جمع کرنا ان الفاظ کا جائز رکہا ہے قابل اعتبار نہین تشریح چہارم وافی مین ہے

کہ اگر کرم و رم و حرم و برہم کا قافیہ ہو تو میم برہم کا حرف روی میں ہوگا نہ کہ وصل کا
اگر برہم اور سیم برم اور بستم برم کے ساتھہ قافیہ کرم کا ہو تو میم کرم کا حرف وصل کیا جاویگا
کیونکہ مقابل حرف وصل کے واقع ہوا ہے بخلاف ورم و حرم کے کہ میم اسکا اصلی ہے
لہذا برہم کا میم اصلی قرار دیکر روی ٹھہرایا گیا تشریح پنجم جائز ہے حرف وصل کو ساتھہ حرف
روی جزو کلمہ کے قافیہ کرنا فردوسی بگوییم زنا درش نیز از پیدرش ٭ ترسیم بغیر از خداوند
عرش ٭ رند تنگ آیا ہوں اس جور کی بیدادگری سے ٭ اولجہا ہوں نکالا اب دل کو کسی او
پری سے ٭ مگر احسن نہیں بسبب اختلاط کثیرہ کے اشعار فارسی و عربی و
اردو میں حد جواز کو پہونچا ہے اور ممنوعات میں اوسکو شمار نہیں کرتے تشریح ششم
جائز ہے کہ ایک شعر میں تین یا چار قافیہ لاویں یا آنکہ تمام شعر کو مقفی کریں بلکہ یہ اول
صنعت ہے جامی ازین صحرا جدا و خامہ سبک کن ٭ وزین سودا سواد نامہ طی کن ٭
منظور عفی عنہ واجب التحمید خلاق و کریم ٭ لا رب التمجید رزاق و رحیم ٭ تشریح ہفتم
یہ شعر منظور عفی عنہ کی مثنوی الانتظار کا ہے ۱۲
درست ہے کہ واسطے ضرورت قافیہ کے ہائے ہوز کو الف کر دیویں رند گل کسی شمع [illegible]
کہا بیٹھے ٭ دلکو پروانہ سا ان جلا بیٹھے ٭ کشتگان وفا شہید ہوئے ٭ اب ترے آپ
مرثیہ بیٹھے ٭ صاحب بلوری جام ٹوٹا بت بدست کہ مینا ٹوٹا ٭ دل عاشق کی بھی کچھ
[illegible]
قدر ہے ٹوٹا ٹوٹا ٭ در بدر کہاتے ہوئے پھرتا ہوں یہ مئی نوشی پر ٭ کوٹ کر بیا نمک لیا جیسا
کوئی شیشہ ٹوٹا ٭ تشریح ہشتم الفاظ ہندی میں جو حروف ہندی مخلوط التلفظ ہیں
بہا و پہا و تہا و جہا و چہا و دہا و ڈہا و ڑہا و کہا و گہا واقع
ہوے ہیں قافیہ میں بمقابل حرف واحد فارسی کے باندھے جاتے ہیں
آتش لکھنوی سانپ کا زہر وہ گیسو ہیں اوسکے لگنے والے ٭ آہ [illegible]

چھلا وسے کو ہین چھلنے وہ اسلئے ٭ وہ منہ اوٹھتی ہی ترے بزم سے سب وٹھہ کھڑے ہوے
وسے یار رہ گئے کہ جو تھے عشق ڈ ہی ہوے ٭ دل کی عمر بہر دام محبت سے نکلتا معلوم ٭
ایسے دریا مین ہون ڈوبا کہ اوچھلنا معلوم ٭ تشریح نہم جائز ہے کہ یہ حروف تحریر مین مخلوط بہا ہوے
ہون اور تقطیع قافیہ مین بجاے ایک حرف کی تصور کیے جاوین سودا نہ کھینچ ای شانہ اُن افقوکو
یہان سودا کا دل اٹکا ٭ اسیر ناتوان ہے یہ ندسے زنجیر کا جھٹکا شعر میٹھی نگہہ کی چاشنی یہ ہے
لعل لگا ہوا ٭ ہیران رسیلی آنکھون مین شربت گھلا ہوا ٭ قلق ہونا کہ اسقدر مرا گھر ہے ٭
حلقۂ مور دہان اژدر ہے ٭ تشریح دہم قافیہ مین جیم عربی یا جیم فارسی کے ساتھہ جیم ہندی کو
روی قرار دینا من قبیل عیوب قوافی ہے مثل تنک و سگ کے جیسا کہ تشریح الفاظ مین زرچکا
تشریح یازدہم جاننا چاہیے کہ جس طرح سے الفاظ عربی کو ساتھہ فارسی کے مانند قرآن و امان
کے قافیہ کرنا درست ہے اسیطرح لفظ ہندی کو الفاظ عربی و عجمی کے ساتھہ قافیہ کرنا درست ہے زبلد
ہزارون خون ہوے سیکڑون حلال ہوے ٭ تمہارے ہاتھہ جو مہندی سے لال لال ہوے ٭
وسمہ برسون مین مریار کی لیکر خبر آئی ٭ مدت مین او باد صبا راہ پر آئی وہ لہ وسمی بہت ہے مجھے
تمسے بیر ٭ وجہ کیا کاوش کی مجھسے اہل دیر ٭ سودا آدم کا جسم جبکہ عناصر سے بن ہوا ٭
کچھہ آگ بچ رہی تہی کہ عاشق کا دل بنا ٭ تشریح دوازدہم کلام مطلق منقسم ہے دو قسم پر
منظوم و منثور منظوم مین قافیہ جزو ماہیت شعر کا ہے جیسے کہ کہتے ہین الشعر کلام
موزون مقفی ٭ اور نظم و شعر بسبیل عام و خاص کے ہے پس شعر مین وزن کا ہونا
متعدد شاعر مشروط ہے بخلاف سکاکی کے کہ تعمد اوسکی نزدیک شرط نہین ہے اور ابو اسحاق
زجاجی کی نزدیک برخلاف جمہور اساتذہ کی اون اوزان کا ہونا بھی شرط ہے کہ جن پر عرب
اول نے شعر موزون کیا ہون اور نظم اور نثر مین صرف وزن فارق ہے چنانچہ شمس فخری

اصفہانی اور برہان نے لکھا ہے اور برہان نے یہ بھی لکھا ہے کہ کلام موزون اگر مقفی
ہو تو شعر ہے ورنہ نہین ۔ حاصل یہ ہوا کہ کلام ناموزون نثر ہے اور موزون نظم ہے اور
نظم مقفی شعر ہے اور غیر مقفی غیر شعر لہذا موزون بلا قافیہ نثر ہے ۔ شیخ محمد گیلانی اور اکثر
اساتذہ فرماتے ہین کہ مجموع وزن و قافیہ کا ہونا منظوم مین شرط ہے لہذا نثر کی تین قسمین
کی ہین ایک نثر مسجع جسمین قافیہ ہو اور وزن نہو دوسرے نثر مرجز جسمین وزن شعری ہو
مگر قافیہ نہو تیسرے نثر عاری جسمین نہ قافیہ ہو نہ وزن پس بحسب قول زمخشری
و محمد ابن قیس و شمس فخری و مولانا جامی و عطاء اللہ حسینی و صاحب مجمع الصنائع کے
مصرع و مقفی ہونا شعر کا شرط ہے ۔ فقیر مولف مظفر عفی عنہ نے شرح و بسط بیان اسکا
اپنے رسالہ مسمی بہ موید الشعرا مین لکھا ہے ۔ تشریح سی و سیوم مستزاد مین کلام اساتذہ
مختلف ہین کہ آیا جزو منظوم ہے یا منثور شمس فخری و مولانا رفیع الدین فرماتے ہین کہ
منظوم ہے کما قال مولانا الرفیع وان اختلفت الی القافیة فان کان وزن المصراع
متناسب التقطیع والقافیة لقد ابیات الرباعی و الغزل و مصاریعہا فمستزاد ۔ شیخ محمد گیلانی
و صاحب لطائف اللغات و نظام الدین احمد صاحب مجمع الصنائع مجوز کلام منثور ہونے کے ہین
کما قال محمد جیلانی المستزاد کلام منظوم تستزاد بعد مصارعہ او ابیاتہ فقرة من النثر ۔ نور الدین احمد کا
کلام اگرچہ جانب نثر مائل ہے مگر تصریح نہین کما قال فانہ در ہم بحث آنکہ ہر قافیہ کہ زیادہ اند
مستزاد ست صادق نیست چہ آنہا در آخر مصرعہا و بیتہا ملحق باشند انتہی ۔ مگر اتفاق اسی پر ہے
کہ مقفے ہونا مستزاد کا لازم ہے اور مستزاد کا ایک جزو ہونا اجزائے بحر اوسی نظم سے شرط ہے
وزن و منشا ہونا چاہیے ۔ الحاصل مستزاد مین ایک جزو وزن رباعی کا بعد ہر مصرع رباعی کے
لایا کرتے ہین اور یہ دو قسم پر ہوتا ہے مثلا اگر مضمون شعر کا اوس فقرہ پر منحصر ہو تو

نثر مسجع
نثر مرجز

مستزاد لازم کہین گی اگر بعض فقرہ پر منحصر ہوون تو مستزاد عارض کہین گے جرأت جادو ہے
نگہ حبیب ہی غضب قہر ہے مکھڑا ؛ اور قد ہے قیامت ؛ غارت گر دین وہ بت کافر ہے
سراپا ؛ اسکی قدرت ؛ ہین بال بہی بکھرے ہوے مکھڑے پہ وہ ہوان دہار ؛ جون شعلہ پر
ہو دود ؛ اور رنگ رخ یار ہے گویا کہ بہبوکا ؛ اور تشبیہ ملاحت ؛

کلام مبہم در حقیقت و کمیت زبان اردو

عرض خدمت مین طالبان فن متین اور شائقان سخن تین کہ لغات ولغود قوافی و ردیف
اور صرف و نحو نثر و سخن لطیف کی ہین یہ ہے کہ زبان اردو بذاتہ ایک زبان
نہین بلکہ یہ زبان السنہ متنوعہ یعنے عربی و فارسی و ہندی و سنسکرت و ترکی سے
ترکیب پاکر بنام زبان اردو معروف و موسوم ہوئی لغت مین معنی اردو کے
لشکر و فوج کے ہین چونکہ فوج مین ہر ایک ملک کی متوطنین رہا کرتے ہین لہذا گفتگو
مختلفہ بسبب گفت و شنود یکدیگر اور قیام اور مجالست یکجائی کی باہم ممتزج و مرکب
ہوگئی اور یہ زبان عصر معدلت اثر حضرت شہاب الدین صاحب قران ثانی شاہجہان
غازی نور اللہ مرقدہ مین ایجاد ہوئی اور اب بباعث مرور عرصہ ممتد و اختلاط
بعید کی از بس مصفے و مجلے ہو گئی و واضح ہو کہ شعراے متقدمین اور فصحاے طبقہ اولین
اکثر الفاظ ٹھیٹھ ہندی مثل لفظ یون و نین و سکھہ و ڈنک و سستی وغیرہ اشعار مین باندھتے تھے
کہ اونکو حضرات بلغاء متاخرین و فصحاے حالیین نے غیر فصیح و معیوب جانکر اپنے کلام سے متروک کیا
اور لب لباب فصاحت زبان اردو عند الفصحاء المتاخرین یہ ہے کہ وہ الفاظ عربیہ
و فارسیہ متعارفہ مستعمل ہوون جو محاورہ عام و خاص مین بلا تکلف و تصنع سرزد ہوا کرتی ہون
اور ایسے کلمات ہندی ٹھیٹھ اضافات و جمع و حروف روابط وغیرہ حروف و افعال کلمات ہندی

ضروری الاستعمال و مروجہ کلام خاص و عام گفتگو مین آوین جو بلا تامل و وقت سے
صادر ہوا کرتے ہون تقییر مؤلف نے نظائر مین اون اشعار اردو کو لکھا ہے کہ جنکے
قوافی مین الفاظ مروجہ زبان اردو یعنے فارسی یا عربی یا ہندی فصیح ہون اور
اون اشعار جنمین الفاظ مکروہ نا ہندی یا السنہ دیگر غیر مستعارفہ ہون نہ لکھا کیونکہ
التزام اس رسالہ مین اظہار قوافی زبان اردو کا کیا گیا نہ زبان بہاکھون اکثر گوئیکی ؛
بعض اشعار متقدمین جنمین الفاظ متروکہ فصحاء متاخرین راقم آثم نے لکھے وے بنظر
انتباہ ارباب شوق و اطراد نظیر کے تحریر پائی ہے علاوہ ازین رسائل قوافی فارسی مین
ملاحظہ کر لیا جاوے کہ اکثر الفاظ عربی مثل نقاب و حجاب اور تطاول و تغافل وغیرہ محولہ
موجدان فن قوافی موجود ہین بکہ بیشتر حالانکہ فارسی بنفسہ ایک زبان علیحدہ اور بعد فصیحہ ہے
بخلاف اردو کی کہ جسکی ماہیت ظاہر ہے قطع نظر اسکے یہ رسالہ جامع ہے قوافی زبان اردو
و فارسی وغیرہ کا لہذا ہر زبان کی نظائر و بحث سے گفتگو کی گئی ظاہر ہے کہ الفاظ فارسی و
عربی باہم بایجا ممتزج و مختلط ہو گئے ہین کہ طالب تحقیق بعض وقت محتاج کتب لغات کا ہے
اسیطرح بعض الفاظ اردو کا حال ہے جیسے گستہ یعنے پارہ پارچہ اور سرخ یعنے نشان اور
الاو یعنے آتشدان اور ارمان یعنی آرزو وآمد ہے بمعنی ہست اور لال یعنی سرخ و قس علی ہذا
الفاظ دیگر ایسے مستعمل ہو گئے مین کسیکو تمیز نہین عند الملاحظہ کلام شعراے فارسی مین بعض
توافق لسانین پر اور بعض اختلاط مزید زبان پر اسکو اعتبار کرتے ہین تنبیہ سمجھنا چاہیے کہ محاورہ زبان
اردو کا دو قسم پر منقسم ہے ایک محاورہ عام دوسرا محاورہ خاص محاورہ عام وہ ہے
جو نسبت گفتگو سے عوام سے رکھتا ہو محاورہ خاص وہ ہے جو منسوب بہ گفتگو شعرا و فصحاے زبان دان
ہو اور یہ دو طرح پر ہے ایک محاورہ متقدمین شعرا کا اور یہ زمانہ مرزا رفیع سودا اور

سیر تک ہے دوسرا محاورہ شعرائے متاخرین کا کہ ذوق و غالب و ناسخ و آتش وغیرہ ہیں
پس لازم ہے کہ جو کوئی تتبع کرے یا کسی کلام پسند لاوے تو شعرائے زبان انکا و متاخرین کے
اشعار و کلام پر متمسک ہو نہ کہ زبان قدیم متقدمین و عام پر تبصرہ قدما کے نسبت نالائق
ہیچدان از راہ طعن و بے ادبی سے نہین لکہتا بلکہ بنظر انتباہ اہل ذوق و فصاحت طلب کے
تحریر ہوا ہے واضح ہو کہ متقدمین غفر اللہ لہم نے عمداً ناقص جانکر اوسکو نہین لکھا بلکہ یہی گفتگو اور
حسن مقال اونکا بمقتضائے اوس وقت کے تہا اور یہ بہی ظاہر ہے کہ حسن و قبح ہر ایک اشیا کا
بعد مرور دہور کے معلوم ہوا کرتا ہے جیسے زبان اوس زمانہ مین تہی لکھی گئی بلکہ سودا نے
اپنے قصائد مین اور میر نے ایسی زبان لکھی ہے کہ متاخرین جن پر تمسک و استدلال کرتے ہیں

خاتمۃ کلام لطافت انجام نزہت التیام

الحمد للہ علی ما اوتیت بجوامع الکلم و امرۃ بان اصلے علے محمد حبیبہ و علے آلہ و اصحابہ و سلم
و اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ
اما بعد عارض و شیرہ جمیلہ اور رخسارہ باکرہ حسینہ رسالہ کلام شافی در بحث قوافی کا
کہ جسکا مطلع خورشید نام تاریخی ہے (۱۲۹۹) معسکر انبالہ حرسہا اللہ عن المکارہ مین باوجود
انتشار طبیعت و وقوع انواع اضطراب و کلفت کے غازہ حسن اتمام اور گلگونہ لطافت
اختتام سے رنگین و زیبا ہوا اور سلیس بیان اوسکی حد رشک خوبان مہ جبین و مشتاقان [illegible]
قلم شکستہ رقم اپنی محنت جان فرسائی پر آمادہ ہے کہ کچھ اوصاف اس مجالہ نافعہ کی تحسین
تقریر و مطلع تحریر پر لاوے مگر از اوصاف مانع آئے صائب صفا ہا لی ثنا سے خود بخود گفتن نمی زیبد
تراصاحب ہو انتظر وقت مطالعہ کے حسن و قبح اسکا منکشف ہو جاویگا گذارش خدمت مین اصحاب
ذوق اور ارباب شوق کے یہی ہے کہ بنظر مراہ اخلاق عمیمہ بغایت قولہ بقبول اوراق مسودہ رسالہ ہذا

قرطاس تمنا و بدل مکرمت سے بے رقت و روب نظر ثانی دست بدست شہرت

دی ہے اب بکرم و لطف فراوان اس نسخہ مصححہ مجددہ سے مطابق

نسخ موفورہ فراوین شعر جوش کر بخطائی رسی و طعنہ مزن ؛ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود ؛

تمت و ہذا آخر ما کتب قلمی و خرج من فمی بتوفیق الصمد و منہ الاعانۃ و المدد و کان ذٰلک فی

اواسط السنۃ الاحدی و الثامنین بعد الالف و المائتین من ہجرۃ سید الاولین و الآخرین

فی المقام فورۃ الاکبر علاقہ ضلع للت فور اللہم خلصنا من العواجس النفسانیۃ الوساوس

الشیطانیۃ بہ شہر فائدۃ تمام الوصول ؛ و اوصلنا بعالم العقول ؛ و احفظنا من ازار شعراء الغاوی ؛

قطعہ تاریخ تراویدہ ابر کلک خیال بالا موحد قوانین فصاحت موسس اساس بلاغت

شاعر با تمکین ناثر ظہوری آئین بلیغ یکتا فصیح بی ہمتا مکرمی سید نعمت علی

چہپر اموی متخلص بجوش سلمہ اللہ تعالیٰ

تصنیف نمود چون کلام شافی ؛ منظور علی بلیغ سحبان ثانی ؛ تاریخ چو جست بہر طالع لفت ؛ گفتا کہ خزینۃ المعانی اور سنہ ۱۲۸۹

ومنہ دام فیضہ

در کلام شافی آن منظور احمد اہل علم ؛ بسکہ در سلک معانی گوہر اسرار سفت ؛ از پی تاریخ

او شد جوش را ز بسکہ فکر ؛ ہاتفی از غیب باشش مطلع خورشید گفت

سنہ ۱۲۸۹

نثر تقریظ از نتیجہ طبع آسمان پیوند منشی حریری منزلت شاعر عنصری مرتبت مدقق دقائق

فصاحت و محقق حقائق بلاغت خدیو جہان تازہ نگارے قافلہ سالار نادرہ طرازی

سر لوح بیاض سخندانی سر آئینہ صحیفہ نکتہ دانی بہار بوستان متانت و ذہانت سبز جویبار

درایت و فراست یادگار قدما خلاصہ احباجان احباب منشی محمد مبارک حسن خان صاحب

رئیس بریلی منصرم محکمہ بندوبست ضلع للت پور مقسمت بو غزل گہند دام و دوام مہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد موفور و ثناے نامحصور اوس سخنور سخن آفرین کو شایان ہے کہ معلم عقل کل جسکے
دبستان بلاغت کا طفل ابجد خوان ہے اور اوسکے کلیات قدرت کاملہ مین چار مصراع برجستہ عناصر
اربعہ رباعی ہے موزون ۞ اور حواس خمسہ ایک مخمس پر مضمون ۞ شش جہت عالم اوسکے دیوان حکمت
بالغہ کا مسدس پر بہار ۞ اور موالید ثلاثہ اوسکے بیاض صحت مین مثلث دلچسپ و مزہ دار ۞ ارکان
مختلفہ کو ترکیب دیکر ترکیب بند اول پسند فرمایا ۞ اور افراد کائنات کو باہم تضمین کرکے ترجیع بند بنایا
اور تحفہ درود و صلوۃ و ہدیہ تحیات زاکیات اوس صدر ارکان رسالت کو سزاوار ہے کہ جسنے غریقان
بحر طویل ضلالات کو عین عنایت مدید سے صحیح و سالم ساحل نجات پر پہونچایا ۞ اور ابتداے معرکہ
ہماوین ضرب حسام کلام رجز انتظام سے فصاحت فصحاے عرب و عجم کو حشو فرمایا ۞ جگر تفتگان
تازہ فراق کو مزید رحمت سے شربت وصل معشوق حقیقی پلایا ۞ اور اسیر زندان معصیت کو
قید غم سے چھوڑایا ۞ گروہ انبیا اور خیل مرسلین مین کسیکو اوسکا مترادف ندیکھا اور بحر احکام قائم
اوس مستحسن سبیل شریعت و طریقت کا کوئی تمائل و حاجب نپایا صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم پس از حمد و صلوۃ
قافیہ سنجان نظم بلاغت اور ناطقان موزون کلام سراپا فصاحت پر مخفی نرہے کہ فی زماننا متاع سخنگوئی
بازار جہان سے معدوم و مفقود ۞ اور ابواب قدردانی و جوہر شناسی اصحاب علم و ہنر مسدود ۞ بنیاد ان گوہر
سخن طرازی کی تقارب ارباب فن سحر رقم ہین متاع گران بہاے سخن کو خفیف جانتے ہین ۞ اور وزن کلام موزون آب تاک گوہر
مضمون کو نہین سمجھے ہین ۞ ابیات پر بہار کو بدتر از خانہ ویران اخرب سمجھتے ہین ۞ نکات شاعری غوامض سخن پردازی کو
کب جانتے ہین ۞ لہذا منظور نظر خواص و عوام استفاضہ کافہ انام جناب مستطاب انوری عصر عنصری دہر سعدی زمان
نظامی دوران عرفی اول خاقانی ثانی رشک فردوسی محسود طوسی فاضل اجل حکیم اکمل ماہر فائق معقول و منقول
واقف حقائق فروع و اصول جالینوس عہد افلاطون وقت علامہ زمان مفتی سب بے ریب دریاے مراسم شرع نبوی

کو

ماحی اسس بدعات غوی مولانا و استادنا و مرشدنا حضرت مولوی حکیم سید منظور احمد صاحب
مدظلہ العالی کی حسن آتش بیانی کے مقابلہ مین شاعر کی جرأت نہین کہ دعوی نظم زبان پر لاوے ؛ اور کسی
دبیر عالی تحریر کی مجال نہین کہ بزم نثاری قلم اوٹھاوے ؛ نظم پر سوز و درد آمیز اونکا ناسخ کلام اساتذۂ ماضی
و حال ہے چہ اہل مذاق کو اونکے اشعار آبدار سے ذوق و شوق کمال ہے ؛ فصحاء عصر کو رشک ہے سودا
ہر مصرع برجستہ اونکا برق خرمن ہستی اعدا ہے ؛ سبحان اللہ اگر ابر نیسان اونکے رشحات قلم گوہر بار کی
دریوزہ گری نکرتا ؛ دامان صدف لآلی آبدار سے نہ بہرتا ؛ اور اگر معلم بہار اوسکے دبستان سخن مین درس
نہ لیتا ؛ عندلیبان چمن کو نغمہ ہاے موزون کا سبق نہ دیتا ؛ خامہ و زبان اونکا سر حسود نامسعود کو
گویا ذوالفقار ہے ؛ صریر قلم اعجاز رقم سے صولت نعرۂ شیر آشکار ہے ؛ بموجب خواہش احباب
و فرمایش اصحاب یہ رسالہ فن قافیہ مین تصنیف فرمایا ؛ مثل جسکا نہ آنکھون نے دیکھا نہ کانون نے
سنا ؛ سبحان اللہ بحمدہ تلاش حضرت مصنف دام مجدہ قابل تحسین و مورد ہزار آفرین ہے ؛ باعث
خجلت اساتذہ متقدمین و متوسطین اور موجب فخر متاخرین ہے ؛ فصیح و بلیغ اس زمانہ گذشتہ و گذشتنی
مین سب کچہ گذری اور بجور ذہانت مین اسلیے تفحص الیسی درغلتوں جواہر منظوم کے اونہون نے ہاتہہ پاؤن
مارے مگر بجز منزل اول پر رہے ؛ اور بجز حسرت کچہ ساتہہ نہ لیگئے ؛ فی الحقیقت یہ رسالہ مقدمۃ الجیش ہے
معارک شعر و شاعری کا ؛ اور ورثۃ التاج ہے حامل سخنوری کا ؛ بقول مشک آنست کہ خود ببوید
نہ آنکہ عطار بگوید ؛ تصدیق کلام بحیث عند المعاینہ ہوجایگی قلم کو جرأت نہین جو ستایش لکہے ؛
زبان کو طاقت نہین جو مدح سرائی کرے ؛ دعا خالق اکبر اس تالیف لطیف کو مطبوع طبائع کافۂ انام
فرماوے ؛ اور فیض بخش جمہور خاص و عام اسے ؛ سایہ بلند پایہ حضرت استادی مدظلہ العالی مستقل
مفارق مسترشدین رہے ؛ اور کلام کرامت التیام اعجاز انجام کی تاثیر سے قلوب مریدین کو جلا بخشے آمین بحرمۃ النبی الامین

اشعار متفرقہ حضرت مؤلف یعنی جناب مولوی سید منظور احمد صاحب نتیجہ طبع زاد محمد مبارک حسین علوی

داده سواد نوخطان بلبل بے نواے را ٭ درس باین گلستان منت مرخداے را ٭

سنہ کوہکن نقش زشیرین بر جار از دو رفت ٭ ورنہ بابے من و آن هر دو بیک سنگ آمد ٭

سنہ سو داے زلف بی جگر پارہ پارہ نیست ٭ زان روی شانہ زادل صد چاک دادہ اند ٭

سنہ عرق از لب شکر دار دلی صحبت اثر دارد ٭ می از لعلت شکر دارد بلے صحبت اثر دارد ٭

تا شیر جواهر ہاے زیب طرف دوشش خود ٭ ولش لطف جگر دارد بلے صحبت اثر دارد ٭

نگرد سرو بالاے تو نخل آه بے برگان ٭ نہ گل دارد نہ بر دارد بلے صحبت اثر دارد ٭ ٭

سنہ قامتش را سرو گفتم سر نے از و زیبا است این ٭ باز میگویم قیامت سرنے از و بالاست این

ناف اندر کعبہ گفتم حق بمرکز جا گرفت ٭ باز گرداب تحلق گفتم بجاست این ٭ سنہ

ہوا ہے داغ گلگشت گلشن خار دامن کا ٭ بلاے جان ہے رہنا یار کے پہلو میں دشمن کا ٭

گران ہے صحبت سنگین دلان آتش مزاجوں پر ٭ نتیجہ ہے زبون یا روت کو سنگ و آہن کا ٭

نہو تی گرمی انفاس سے آه کو داغ ٭ تو پردہ پڑ گیا تہا اپنے اوسکے دو روزن کا ٭

مصاحب کیوں نہو سرمہ تری آنکہوں کا ایظالم ٭ شریک حال جب بخت سیہ ہے کون رہزن کا ٭

نہوں کیوں جمع لشکر گل زیب گریبان دست قاتل سے ٭ تو کب ہو سیر داماں خنجر سیر گلشن کا ٭

نگہ یار نگہہ کو دام مژگان حیا سمجھے ٭ جو ہے اب جوہر آئینہ داغ شوق دیدن کا ٭٭

	کہاں منظور کو ہے ارتباط ماسوا اتنا ٭ تعلق جسقدر تہا خرقۂ عیسی کو سوزن کا	

قطعات تاریخ از نتائج طبع وقاد شاعر عدیم المثل ناثر بے ہمتا فخر خاندان یا سست

غضنفری قدر دریای شرافت و سخنوری نواب محمد واجد علیخان صاحب بہادر

متخلص بہ رضوان نور اللہ نواب مظفر جنگ بہادر غفران مآب رئیس شہر فرخ آباد

فصاحت محقق شعر و سخن زندہ کن مضامین نو و کہن سر دفتر ارباب
سخن سید فرزند حیدر متخلص بہ صفدر شاگرد میر علی اوسط رشک لکھنوی سے

رقم ہے فضائل منظور احمد ذی جاہ ؛ بیان سحر ہے اونکا تو معجزا تالیف ؛ کتاب علم قوافی مین
وہ فرمائی ؛ کہ مثل گوہر مکنون ہے بیبہا تالیف ؛ ردیف قافیہ کیا کیا ہر ایک طرح مین سے لکھے ؛ رسالہ یہ
کہ یہ ہے قدرت خدا تالیف ؛ بجا ہے کہیے جو اشعار کی اوسے معیار ؛ نظر سے گذری نہین ایسی خوشنما
تالیف ؛ کرے بیان کوئی وصف اوسکی کس موہنہ سے ؛ سپے حصول معانی ہے جانفزا تالیف ؛
ہر ایک سطر سے ہے دل بستگی مین زلف پری ؛ برنگ مار حسینان ہے دلربا تالیف ؛ صفت مین
اوسکے یہ ارباب علم کیون نہ کہین ؛ ہوئی قلوب کی تالیف کی بنا تالیف ؛ خدا کی فضل سے منظور احمد نے
کورٹ فی ؛ بزور علم و فراست اسی کیا تالیف ؛ غنی ہون پڑھ کے نہ دون کیون شاعران جہان ؛
ہے مثل نسخہ اکسیر و کیمیا تالیف ؛ لکھا یہ صفدر سجستہ بیان نے سال تمام ؛ رسالہ علم قوافی میں ہے یہ ما تالیف ؛ ۱۲۶۹ ہجری
جناب مولوی منظور احمد نے بلطف حق ؛ کتاب کہ قافیہ فن مین کیا تصنیف فرمائی ؛ و مم تشویش سال
ختم مجھکو صدا ای صفدر ؛ کتاب بحث علم قافیہ تاریخ ہاتہ آئی
۱۲۶۹ ہجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در عرض قطعات مستحسنات تاریخ تالیف و اتمام و انطباع کتاب فصاحت انتساب علم قوافی دانی
تصنیف لطیف جناب مکرمت مآب گل سر سبد گلشن آفرینش ؛ عبیل شاخسار دانش و بینش ؛
کحل الجواہر دیدہ شاہد حقیقت ؛ وسمہ ابروی عروس طریقت ؛ جوہر شمشیر لیاقت ؛ آب و رنگ
تصویر صداقت ؛ جامع معقول و منقول ؛ حاوی فروع و اصول ؛ سرآمد فضلای روزگار ؛
سر دفتر علمای کبار ؛ داؤد مقال ؛ یوسف جمال ؛ کیوان خدم ؛ عطارد رقم ؛ مقبول درگاہ صمد ؛
مولوی سید منظور احمد صاحب والا مناقب بہادر تحصیلدار کورٹ علاقہ ریاست تروا دام اقبالہ

از صدف سراپا شرف نتائج افکار گوہر بار شاعر نامی سخنور گرامی وحید زمان و استاد جہان آفتاب فلک سخنوری ماہتاب سپہر شاعری رشک فردوسی و طوسی غیرت انوری و نوری شہسوار میدان بلاغت طوطی شکرستان فصاحت ہزبر بیشہ جاد و کلامی نہنگ دریائے معجز نظامی محقق شعر و سخن زندہ کن مضامین نو و کہن منشی سید فرزند حیدر متخلص بہ صفدر خلف الرشید سعید منشی سید امیر حیدر مرحوم ساکن شہر فرخ آباد محلہ تکیہ شاگرد خاص شوکت اختصاص جناب غفران مآب میر علی اوسط صاحب رشک مغفور لکھنوی زائر کربلائے معلی نور اللہ مرقدہ تاریخ انطباع لکھا ہے مولوی منظور احمد کی رسالہ وہ ٭ عیاں ہے اوج جس سے صاف تحریر قوافی کا ٭
چمک میں نام ردیف مہر بہ سہا ہر ایک فقرہ ہے ٭ ستارہ اوج پر ہے کیا ہی تقدیر قوافی کا ٭
سری لفظوں سے شرر نثری سیارے ستارے ہیں ٭ اشارہ ہے یہی گردون سے تنویر قوافی کا ٭
سقفی ہو زبان اہل عرفان جسکو پرستی سے ہے ٭ وہ اک اعجاز ہے عیسی یہ تاثیر قوافی کا ٭

یہ کھینچی شکل سال طبع کلک فکر صفدر نے ٭
چھپا دیکھا مرقع اب تصاویر قوافی کا ٭
۱۲۸۹ھ

تعریف اس رسالہ کی میں کیا کروں بیان
منظور چشم اہل صفا کیوں نہ دل سے ہو
کہتے ہیں اسکے وصف میں اختر شناس ہے ٭
ہے ہم ردیف مطلع خورشید حسن میں ٭
حرف و نقوط و مد سے دکھاتا ہے صاف صاف ٭
وصف ردیف و قافیہ کیا اس حبیب کرون ٭
تاریخ انطباع یہ صفدر کی ار قسم

ایضاً منہ

گویا ہے صاف اہل نظر کا یہ آفتاب
سرتاج ہے نجوم و قمر کا یہ آفتاب
کیا سعی خوبیان کی ہے گھر کا یہ آفتاب
باعث بجا ہے نور سحر کا یہ آفتاب
نقشہ دہان و خال و کمر کا ہوا آفتاب
وہ ماہتاب اودہر کا ادہر کا یہ آفتاب
نکلا سپہر علم و ہنر کا یہ آفتاب
۱۲۸۹ھ

ایضاً تاریخ طبع

منظور احمد کا یہ رسالہ ۞ شاعرون کو ہے کافی دیکہو ۞ سال لکہا یون صفدر نے ۞ یہ ولا باغ قوافی دیکہو

ہے جو منظور احمد دیجاہ ۞ دل سے وہ عاشق پیغمبر ہے ۞ وہ ہے تحصیلدار کرسٹے کا ۞ خلق کی او سکی شہرت

۞ ہوم گہر ہے ۞ کہہ وصف کو صفا سے باطن سے ۞ مہر تابان ہے ماہ انور ہے ۞

وصف اوس سید مقدس کا ۞ جسقدر لکہے اوس سے بڑہ کر ہے ۞ عدل و بخشش سے اہل عالم کو

دادرس ہے غریب پرور ہے ۞ نکہت مشک فیض سے اوسکے ۞ کیا مشام جہان معطر ہے ۞

جو نسخہ لکہا دیا ہے ذہن رسا ۞ صاحب علم و اہل جوہر ہے ۞ قدو بالاحباب و الاکا ۞ باغ

اجلال کا صنوبر ہے ۞ وہ رسالہ لکہا ہے قافیہ مین ۞ ۞ جو کہ حسن ز دل سخنور ہے ۞ ۞

یون لکہا سال طبع صفدر نے

اچہی یہ زیب نظم گوہر ہے

ایضاً ۱۲۸۹ ہجری

کہون وصف منظور احمد مین کیا کیا ۞ سبے حق ہے اوسکا ہر اک کام زیبا ۞ وہ ہے خاص کو رسٹے کا

تحصیلدار اب ۞ سبے اوسکا کرم خلق پر عام زیبا ۞ سراپا ہے دین نبی پر فدا وہ ۞ ہر اک ہے

رنگ اسلام زیبا ۞ مہ و جوز ہین دو گردسے نان کرم کے ۞ ہے چرخ اوسکا اک خوان انعام زیبا

رسالہ قوافی مین لکہا نہین ۞ ۞ نمونہ یا فوج معنی کا ہے لام زیبا ۞ عبارت ہے رنگین مضمون گل ہے ۞

ہے ہر صفحہ رنگ مین ہر ایک اقسام زیبا ۞ یہ تاریخ چہپنے کی صفدر نے لکہی ۞ لآلی مضمون اکرام زیبا ۞ ایضاً

ہے یہ رسالہ منظور احمد والا ۞ عیان ہین اوس سے سب اسرار علم لطف کلیم ۞ لکہا یہ صفدر سحر بیان نے

سال طبع ۞ مسرت دل ارباب علم لطف کلیم ۞

۱۲۸۹ ہجری

ایضاً تاریخ طبع سمت ۱۹۲۹

جو منظور احمد کہ مقبول حق ہے ۞ اوسنے جاہ و حشمت کی مسند ہے زیبا ۞ لکہی قافیہ مین کتاب ایسی انہین

ایضاً تاریخ طبع منہ سلمہ

جب ہوا طبع مطلع خورشید ۔ جا بجا اسکا ہوگیا شہرا ۔ فکر تاریخ جو علیم نے کی ۔ تب یک بیک
کان مین یہ آئی صدا ۔ سر بالین پکارا ہاتف غیب ۔ کیا ہی گلدستہ سخن چھاپا
سنہ ۱۲۹۹ ہجری

ایضاً وله دام فیضہ

جب چھپا یہ رسالہ نادر ۔ فکر تاریخ کی ہوئی پیدا ۔ غور مین سے کیا جو اسمین علیم ۔
ناگہان غیب سے یہ آئی صدا ۔ کیا نیا نسخہ اہل مطبع نے ۔ طبع بے مثل و بے نظیر کیا
سنہ ۱۸۸۱ع

وله سلمہ جناب سید منظور احمد ۔ کہ وہ ہین اہل فن کے قدر افزا ۔ لکھا علم قوافی مین رسالہ ۔
نہین تصنیف ہوتی اوسکی چہلا ۔ ہوا وہ مطلع خورشید موسوم ۔ جہان مین ہر جگہ ہو
کیون نہ شہرا ۔ نہین متاخرین سے یہ ممکن ۔ لکھین اسکے مقابل مین رسالہ ۔ کیا تاریخ کا
ارشاد مجکو ۔ گیا مطبع مین جب چھپنے وہ نسخہ ۔ ہوئی جو فکر مجکو بہر تاریخ ۔ تو ہاتف نے یہ آکر صدا کی

ندیما ہی عسر فی و مجدی و ناسخ ۔

اسکے رشک سے ہین سیرو پا ۔

تاریخ طبع کتاب قوافی سید محمد ابن حیدر متخلص بغضنفر شاگرد جناب سید محمد فرزند حیدر حسن متخلص بصفدر

سنہ ۱۲۹۹ ہجری

کیا خوب چھپا واہ یہ رنگین رسالہ	وله	بہار اسکے سخندانون کو گلگشت طرب ہے
چھپنے کی یہ تاریخ مسیحی ہے غضنفر		سلک در شہوار مضامین عجب ہے سنہ ۱۸۸۲ع
غضنفر رسالہ کیا طبع کو		بجا ہے خوشی سر بسر آج ہے
کہا سال یون ارشد اعتبار	وله	مجلے اہل نظر آج ہے سنہ ۱۲۹۹ ہجری
جو منظور احمد ہے عالی ہمم		یہ تالیف اوسکی ہے یکتا کتاب
غضنفر سنو مجھ سے تاریخ طبع		ہے بے مثل زیبا سراپا کتاب سنہ ۱۲۹۹ ہجری

فہرست رسالہ لقبش مقالہ مطلع خورشید در بحث قافیہ

صفحہ	تذکرہ
۴	دیباچہ
۴	باعث تصنیف رسالہ
۷	کلام اول در تعریف قافیہ و بسط معنی و وجہ تسمیہ آن
۱۱	کلام دوم در تعریف ردیف و حاجب و معنی و وجہ تسمیہ آن
۱۳	کلام سوم در حروف قوافی و معانی و وجہ تسمیہ آن
۱۴	تعریف روی
۱۵	تعریف ردف
۱۷	بحث حرف قید
۱۸	بحث حرف تاسیس
ایضاً	بحث حرف دخیل
۱۹	بحث حرف وصل
ایضاً	کلام چہارم در اسماء حرکات قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آن
۲۰	بحث حرف خروج
۲۱	بحث حرف مزید

صفحہ	تذکرہ
ایضاً	تذکرہ نائرہ و نائرہ بہ نائرہ
۲۲	بحث رس
ایضاً	بحث اشباع
ایضاً	بحث حذو
۲۳	بحث توجیہ
ایضاً	بحث مجری
۲۴	بحث نفاذ
۲۵	کلام پنجم در القاب قوافی و وجوہ تسمیہ آن
ایضاً	بحث مترادف
ایضاً	بحث متواتر
۲۶	بحث متدارک
ایضاً	بحث متراکب
ایضاً	بحث متکاوس
۲۷	بحث القاب منسوبہ بقوافی
۲۸	کلام ششم در عیوب قوافی و معانی و وجوہ تسمیہ آنہا
ایضاً	بحث اقوا
ایضاً	بحث اکفا
۲۹	بحث سناد